آسمان میں کھڑکی
Mystery Quest Series
ادراک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسٹری کویسٹ سیریز۔2

سائنس فکشن کی ایک نئی جہت

آسمان میں کھڑکی

ادراک

ادراک پبلی کیشنز راولپنڈی

923335984605

نام کتاب:	آسمان میں کھڑکی
مصنف:	اسرار احمد ادراک
سیریز نمبر:	02
اشاعت:	2023
پبلشر:	ادراک پبلیکیشنز
ہارڈ کاپی قیمت:	600
پی ڈی ایف قیمت	100
ایزی پیسہ نمبر	03335984605

انتساب

اس ہستی کے نام جس نے
زندگی کے ہر قدم ایک
سچے دوست اور ہمدرد کی
طرح ساتھ نبھایا اور میری
روحانی رہنمائی کی۔

ترتیب

Mystery Quest Series

بسمِ ربی

معزز قارئین آپ پر سلامتی ہو۔

" آسمان میں کھڑکی " ۲۰۰۳ میں لکھی گئی کہانی ہے۔لکھتے لکھتے اچانک موڈ بدل گیا اور اسے ایک مختصر کہانی کی شکل دے دی گئی تھی۔سائنس فکشن کہانی کے ساتھ روحانیت کا ملاپ ایک انوکھا اور مشکل تجربہ تھا۔بیس سال بعد اب اس کہانی کو از سرِ نو تحریر کر کے وہ واقعات بحال کر دیئے ہیں جو بوجوہ نکال دیئے گئے تھے۔مسٹری کویسٹ سیریز باقاعدہ طور پر آغاز ہو چکی ہے اور آنے والے ہر ناول میں دلچسپ اور انوکھے کرداروں سے آپ کی ملاقات ہوتی رہے گی۔

آپ سب کی دعائیں شاملِ حال رہیں تو یہ سلسلہ جاری رہے

گا۔انشاءاللہ

یاد رہے سائنس فکشن لکھنا آسان نہیں۔میرا نظریہ ہے سائنس فکشن لکھنے کے لئے کچھ حقیقی علم اور ذاتی تحقیق ہونا ضروری ہے۔تحقیق اور جستجو۔۔۔ جس میں میری ساری زندگی گزری ہے میری کہانیوں کا باقاعدہ حصہ ہے۔کہانی تو کہانی ہوتی ہے لیکن میرا لکھا ہوا ممکن ہے ایک دن دنیا دیکھ بھی لے۔ہمیشہ اچھا سوچیں سب کے لئے خوشی کا سبب بن کر جئیں۔والسلام

اسرار احمد ادراک

21 اکتوبر 2023

کلیال۔راولپنڈی

ناول کے مرکزی کردار

شہ نور۔۔۔۔۔۔ کنگ فو ایرینا کی مالک اور مسٹری کو یسٹ ممبر

شمائلہ (شمع)۔۔شہ نور کی کزن اور گہری دوست

لیڈی سارہ۔۔۔کنگ فو ایرینا کی مارشل آرٹس انسٹرکٹر

سرمد۔۔۔۔۔۔لیڈی سارہ کا بیٹا

طٰہٰ۔۔۔۔۔۔۔سات فٹ تین انچ قد کا آل سٹار سرکس جوکر

ڈاکٹر رومی۔۔۔پی ایچ ڈی فلاسفر۔محقق۔مسٹری کو یسٹ ممبر

اینا۔۔۔۔۔۔۔ایک پراسرار ایلین لڑکی

لی مے۔۔۔۔۔چینی کنگ فو ماسٹر آل سٹار سرکس فنکار،مسٹری کو یسٹ ممبر

عبدو۔۔۔۔۔۔سوڈانی دیو قامت فائٹر

کلثوم۔۔۔۔ایک مصری آرٹسٹ۔مسٹری کو یسٹ ممبر

آج اسرار کے ہونٹوں پہ ہنسی آ ہی گئی
زندگی آج تبسم کے سوا کچھ بھی نہیں
اسرار ناروی (ابنِ صفی)

آسمان میں کھڑکی

ہر شام کی طرح وہ لوگ آج بھی اسی طرح موجود تھے۔ شمع نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا آسمان پر وہ ایک سکرین یا کھڑکی جیسی جگہ تھی جو باقی آسمان سے اس باعث الگ معلوم ہو رہی تھی کہ وہاں کچھ متحرک سائے موجود تھے شمع انہیں مسلسل کئی روز سے دیکھ رہی تھی ان کی تعداد پانچ تھی اور بالعموم وہ ایک میز کے گرد بیٹھے نظر آیا کرتے

تھے۔ نیلے ٹھنڈے آسمان میں ان کا وجود اس قدر پر اسرار تھا جو کسی بھی شخص کو غش کھانے پر مجبور کر سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں شمع کو ان سے کبھی خوف محسوس نہیں ہوا تھا حقیقت یہ تھی شمع انہیں اپنے تخیل کا کرشمہ تصور کرتی تھی۔ اس کے لئے ان کا وجود خواب کی مانند بے حقیقت تھا اور ان کا آسمان پر ظاہر ہونا اور پھر خود بخود تحلیل ہو جانا اس بات کی دلیل تھی کہ وہ سائے کسی حقیقت کے حامل ہرگز نہیں ہیں۔

شمع نے اب تک کسی سے ان سایوں کا ذکر نہ کیا تھا اور ویسے بھی ان خیالی سایوں کا تذکرہ دوسروں سے کرنے میں اس کی سبکی تھی۔

وہ آرام دہ کرسی پر نیم دراز ایک ٹک ان سایوں کا مشاہدہ کرنے لگی ساتھ ہی سوچ رہی تھی وہ کون سی سائیکالوجیکل وجہ ہو سکتی ہے جس کے باعث وہ بیداری کی حالت میں سپنے دیکھنے لگ گئی ہے، وہ لوگ حسبِ دستور ایک میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ لیکن سارے منظر پر ایک سایہ پڑا ہوا تھا جس کے باعث کوئی چیز واضح دکھائی نہ دیتی تھی۔ حقیقت یہ تھی انہیں دیکھنے کے لئے شمع کو کافی دیر غور سے آسمان میں دیکھنا پڑتا تھا جس کے بعد وہ سائے اسے نظر

آنا شروع ہوتے تھے بالکل عید کے چاند کی طرح جو کبھی تو نظر آتا ہے اور سرسری نظروں سے دیکھنے پر اوجھل بھی ہو جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ شمع کے نزدیک ان سایوں کا نظر آنا قوتِ استغراق کا مظہر تھا جیسے کوئی خواب یا مراقبے کی حالت میں دیکھی گئی کوئی چیز جو لاشعور سے تعلق رکھتی ہو۔ شمع سوچنے لگی یہ معاملہ اسے پاگل خانے بھجوانے کا باعث بھی بن سکتا ہے اس نے محسوس کیا سائے آج بہت زیادہ مصروف معلوم ہوتے تھے جس کے باعث انہوں نے شمع کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی ورنہ اس سے پہلے تو آپس میں گفتگو کرتے ہوئے وہ بار بار اس طرح شمع کی طرف دیکھتے تھے جیسے وہ ان کی محفل کا حصہ ہو، شمع ان کا چہرہ تو نہ دیکھ سکتی تھی لیکن اسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھتے ہیں اسے ان کی بزرگی کا احساس ہوتا تھا۔ ان کا لباس بھی کچھ ایسا تھا۔ لمبے لمبے لبادوں پر مشتمل جن میں ان کے پیر دکھائی نہیں دیتے تھے اور ان لبادوں کے ساتھ ہی جڑی ہوئی لمبوتری ٹوپی جو ان کے سروں کو نوکیلا اور لمبا بنا دیتی تھی۔ جبکہ ان کی آستینیں اس قدر دراز

تھیں کہ لہراتی محسوس ہوتی تھیں، یہ حلیہ ان کو کسی کلاسیکل سائنس فکشن فلم کا کردار بنا دینے کے لئے کافی تھا شمع کے لئے ان کا مشاہدہ اس قدر دلچسپی کا باعث بن گیا تھا کہ شام کو جب اس کی والدہ اور چھوٹے بھائی ٹی وی لاؤنج میں اکٹھے ہوتے تو وہ سیدھا چھت کا رخ کرتی تھی اس کی والدہ کے لئے اس کا یہ معمول سوہانِ روح تھا اور وہ اسے باز رکھنے کی کوشش میں ناکام ہو چکی تھی۔ خلافِ معمول آج وہ جلد ہی غائب ہو گئے تھے۔ شمع کچھ دیر تک آنکھیں پھاڑتی رہی پھر تھک کر آرام کرسی پر دراز ہو گئی۔

☆☆☆

اینا

اسلام آباد میں رات کا سناٹا نغمہ سرا تھا۔ مارگلہ کے دامن میں واقع کنگ فو اریینا میں لڑکیوں کی مارشل آرٹس اکیڈمی کی اختتامی مشق جاری تھی۔ دراز قامت انسٹرکٹر لیڈی سارہ آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ سامنے موجود تمام لڑکیاں اس کی تقلید میں سانس روکے بیٹھی تھیں۔ کلاس کا آغاز اور اختتام اسی مشق پر ہوتا تھا۔ کنگ فو اریینا کی مالک شہ نور آفس ونڈو سے انہیں دیکھتے ہوئے موبائل پر گفتگو کر رہی تھی۔ وہ کچھ ہی دن پہلے وطن واپس لوٹی تھی۔ اس نے مارشل آرٹس کی تربیت چین میں دورانِ تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کے بال کافی چھوٹے تھے۔ پہلی نظر میں لڑکا معلوم ہوتی تھی۔

سانس کی مشق مکمل ہوتے ہی لڑکیاں رخصت ہونے لگیں۔لڑکیوں کے جانے کے بعد شہ نور بھی دفتر سے باہر آگئی اور لیڈی سارہ کے ہمراہ لان میں ٹہلنے لگی۔پینتیس سالہ لیڈی سارہ ایک شہید فوجی افسر کی بیوہ تھی۔اس کا بارہ سالہ بیٹا لڑکیوں کے رخصت ہوتے ہی ہال میں سائیکل دوڑانا شروع ہو گیا تھا۔کنگ فو ایرینا ایک فارم ہاؤس میں قائم کیا گیا تھا۔ایک وسیع ہال اور اس سے ملحقہ کمروں نے فارم ہاؤس کی ہیئت بدل کر رکھ دی تھی اب وہ مارشل آرٹس کلاسز کا مرکز تھا۔

"سناؤ شہ نور کینیڈا والی مسٹری کویسٹ اکیڈمی کیسی چل رہی ہے؟" سارہ نے پوچھا۔

"ان دنوں کچھ بورنگ حالات ہیں سارہ اسی لئے پاکستان کا وزٹ کر رہی ہوں۔" شہ نور نے جواب دیا۔

"بورنگ۔۔۔وہ کیسے؟"

"مطلب کوئی خاص معاملہ درپیش نہیں ہے اس لئے بھی کہ مسٹری کویسٹ میں تعداد کچھ زیادہ ہو گئی ہے کام کرنے والوں کی۔مجھے کوئی

مہم سونپی نہیں گئی کافی عرصہ سے۔" شہ نور نے بتایا۔وہ کینیڈا کی مشہورِ زمانہ مسٹری کویسٹ اکیڈمی کی ممبر تھی جو پراسرار حالات و واقعات پر ریسرچ کے لئے قائم کی گئی تھی۔

" مجھے تو مسٹری کویسٹ بہت پسند ہے دل کرتا ہے کینیڈا شفٹ ہو جاؤں اور مسٹری کویسٹ جوائن کرلوں" سارہ نے ہنس کر کہا۔

" منع نہیں کروں گی جب چاہے جوائن کرسکتی ہو۔"

" پھر کنگ فوا ایرینا کا کیا ہوگا؟"

" کسی اور کے حوالے ہو جائے گا اور کیا ہونا ہے۔" شہ نور نے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے میں یہیں ٹھیک ہوں۔" سارہ مسکراتے ہوئے بولی۔

شہ نور ہنس پڑی۔" اچھا میں کل چکوال جا رہی ہوں شائد ایک دو دن میں واپس آسکوں۔"

" خیریت ہے چکوال کس لئے؟"

شمائلہ یاد ہے نا جو میرے ساتھ شنگھائی میں پڑھتی تھی۔اس کے گھر والے

کچھ پریشان ہیں انہوں نے بلایا ہے۔"

"شمائلہ۔۔۔وہی چکوال والی جسے شمع کہتے ہیں سب۔اس سے ملے تو مجھے بھی کافی عرصہ ہوگیا۔" سارہ چونک اٹھی۔کافی دنوں سے اس نے اسلام آباد کا وزٹ نہیں کیا پتا نہیں کن مصروفیات میں ہے۔"

"بس یہی دیکھنا ہے وہ کیوں اتنی بزی ہے۔" شہ نور نے کہا۔

"ہو سکے تو اسے یہاں لے آنا جتنے دن تم یہاں ہو وہ بھی ادھر ہو تو خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے دیوانے تین۔" سارہ ہنس کر بولی۔

"تین کیا مسٹری کویسٹ کے دو ساتھی بھی پہنچنے والے ہیں۔ڈاکٹر رومی اور طٰہٰ۔انہیں لینے بھی جانا ہے انہیں ملا کر دیوانے پانچ ہو جائیں گے۔" شہ نور مسکراتے ہوئے بولی۔

"وہ کب پہنچ رہے ہیں؟"

" کل شام کو۔"

"لیکن تم کل چکوال میں ہو گی؟"

"ہاں اس لئے بتا رہی ہوں مجھے تو چکوال جانا ہے ان دونوں کو تم ہی

ریسیو کرنے جاؤ گی۔ان کے لئے دو کمروں کی صفائی وغیرہ کروا دینا۔"

"ٹھیک ہے۔نو پرابلم۔" سارہ نے کہا۔

"پرابلم تو بہت بڑی ہے سارہ۔" شہ نور ہنسی۔

"اچھا میں سمجھ گئی تمہارا اشارہ طٰہٰ کی طرف ہے۔خدا کی پناہ کتنا لمبا قد ہے اس کا۔یہاں تو جدھر سے گزرے گا لوگ اسے دیکھتے رہ جائیں گے۔" سارہ نے کہا۔

"بس یہ دعا کرو وہ شرافت سے گزرے جہاں سے بھی گزرے۔" شہ نور نے کہا۔

"جوکر اور شرافت۔۔ہاہاہا۔" سارہ قہقہ لگا کر ہنسی۔

کچھ دیر وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ٹہلتی رہیں پھر شہ نور اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

سارہ نے سائیکل چلاتے ہوئے بیٹے کو آواز دی۔سرمد آپ نے اپنی ایکسرسائز کر لی ہے کیا؟

سرمد نے سائیکل روک لی اور نفی میں سر ہلایا۔ابھی تو میں وارم اپ

ہو رہا ہوں مام۔

سارہ مسکرا دی۔بس بس کافی وارم اپ ہو گیا۔اپنی معمول کی ایکسرسائزز شروع کریں شاباش۔پھر کھانے کا وقت ہونے والا ہے۔

سرمد خاموشی سے بیٹھ گیا اور سانس کی مشق کرنے لگا۔

سارہ نے غور سے اسے دیکھ کر ایک ٹھنڈا سانس لیا۔وہ بالکل اپنے باپ کی طرح لگ رہا تھا۔وہ کچن کی طرف بڑھی۔عبدالکریم اور اس کی بیوی دونوں کھانا بنانے میں مصروف تھے جبکہ ان کی بیٹی نگینہ بھی ان کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔یہ دیکھ کر سارہ کا منہ بن گیا۔

"عبدالکریم کتنی بار منع کیا ہے نگینہ کو کام پر نہیں لگانا۔اس کے پڑھنے کھیلنے کی عمر ہے۔وہ ملازمہ نہیں ہے۔"

عبدالکریم نے فوراً نگینہ کو روک دیا اور بولا۔"جاؤ اپنا ہوم ورک کرو نگینہ۔" پھر معذرت آمیز لہجے میں بولا۔"دراصل اس کی ماں کی خواہش ہے ابھی سے اسے خانہ داری وغیرہ سکھا دی جائے۔یہ بھی تو تربیت کا حصہ ہے۔"

"وہ تو ہے لیکن ضروری تو نہیں خانہ داری آتی ہو۔" سارہ نے الجھ کر کہا۔

"بہت ضروری ہے آپی۔" عبدالکریم کی بیوی بولی۔"زندگی کس طرف

لے جائے کسی کو کیا خبر۔تیاری مکمل ہونا چاہیئے۔خانہ داری بھی تعلیم کا حصہ ہے۔"

"ہمم مجھے تو نہیں آتی۔" سارہ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر کچھ سوچنے لگی۔" ویسے ٹھیک بات ہے ہمارا کلچر یہی ہے لڑکیوں کو خانہ داری ضرور سیکھنا چاہیئے۔اچھا۔۔۔ٹھیک ہے معذرت۔آئندہ منع نہیں کروں گی۔" وہ واپس پلٹتے ہوئے بولی تھی۔

اپنے کمرے میں داخل ہوتے وقت وہ جنون گروپ کا گیت جو گیا گنگنا رہی تھی جب اسے ایک جھٹکا سا لگا۔اپنی جگہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

کمرے میں ہلکی سی روشنی پھیلی تھی۔اس روشنی میں بیڈ کے قریب کھڑی اس خوبصورت باوقار لڑکی کو بخوبی دیکھ سکتی تھی جس نے سفید رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔

"اینا ؟" سارہ بڑبڑائی۔مجھے ڈرا ہی دیا تم نے۔جب بھی آتی ہو اچانک آتی ہو۔"

"میں نے سوچا تمہیں خبردار کردوں۔" اینا مسکرائی۔

" کس بات سے؟"

"شہ نور کو روک لو تو بہتر ہے۔ چکوال میں ایک بڑی مصیبت اس کی منتظر ہے۔"

"ایسی کون سی مصیبت ہے؟" سارہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سب کچھ نہیں بتا سکتی۔" اینا نے کہا۔ "اسے روکو اگر روک سکتی ہو تو۔" یہ کہنے کے ساتھ ہی اینا نے کمر کے گرد موجود بیلٹ پر لگا ایک بٹن دبایا اور یکا یک غائب ہو گئی۔

سارہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆

شہ نور کی آمد

اچانک شمع کو احساس ہوا تھا اس کا موبائل سپارک کر رہا ہے اس نے سرسری نظر موبائل پر ڈالی اور پھر چونک کر اسے ان لاک کیا یہ اس کی بہترین سہیلی اور کزن شہ نور کا میسج تھا جو اسلام آباد میں مقیم تھی اس نے میسج کھولا لکھا تھا ''ذرا سوچو میں اس وقت کہاں ہوں؟''

شمع نے منہ بنایا۔ظاہر ہے اسے کیسے پتا ہوتا۔اس نے جواب لکھا ''بھاڑ میں۔''

اگلا میسج فوراً ہی آ گیا۔''بالکل درست میں بھاڑ میں ہی ہوں اب یہ بتاؤ یہ بھاڑ کہاں ہے؟''

''جہاں تم ہو۔'' شمع نے مسکراتے ہوئے لکھا۔

''نہیں۔'' جواب آیا اور اس سے پہلے کہ شمع پھر کچھ لکھتی شہ نور کا اگلا

میسج ٹپک پڑا۔

"یہ بھاڑ وہاں ہے جہاں تم ہو۔"

شمع کچھ دیر تک تو خالی خالی نظروں سے میسج کو دیکھتی رہی پھر اچھل کر کھڑی ہوئی اور سیڑھیوں کے دروازے کی طرف بھاگی دروازہ کھلتے ہی اس کی چیخ نکل گئی لڑکوں جیسے بالوں اور لباس میں ملبوس ایک چست چالاک لڑکی اس کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"شہ نور تم ...! او چڑیل تو یہاں کیا کر رہی ہے۔" شمع کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ بے اختیار شہ نور سے لپٹ گئی۔

"بس جی ہمیں اطلاع ملی تھی جناب آج کل چھت سے نیچے تشریف لانا پسند نہیں کرتیں ہم نے سوچا... ہو نا ہو دال میں کچھ کالا ہے چل کر معلوم کرنا چاہیئے، چنانچہ ہم اپنے بوریئے بستر سمیت ایک ہفتے تک اب یہیں ہیں یہ مدتِ قیام طویل بھی ہو سکتی ہے اگر ہمیں چھت کا راز معلوم نہ ہوا تو...." شہ نور نے چہکتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ بات ہے، مجھے اندازہ نہ تھا ممی اس حد تک پریشان ہو سکتی ہیں تمہیں پنڈی سے بلا لیا، چلو خیر اچھا ہی ہوا اسی بہانے تم یہاں آ تو

گئیں۔‘‘شمع نے سر نیچے جھکاتے ہوئے کہا۔

’’ہاں تو کیا معاملہ ہے بھئی اس خوش قسمت کا نام بتاؤ جس پر نگاہِ کرم ہوئی ہے ذرا ہمیں بھی تو پتا چلے کون ہے؟ کیسا ہے؟ اس کی مالی حیثیت کیا ہے؟ آیا وہ مجھ جیسی سالی کے واجبات ادا کر سکے گا یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔‘‘شہ نور نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

’’شہ نور اپنا کمینہ منہ بند کرو اور چلو نیچے تاکہ میں تمہارے لالچی منہ کا کچھ علاج کروں اب تو تو میری مہمان ہے نا۔‘‘شمع نے شہ نور کے گلے میں بانہیں حمائل کرتے ہوئے کہا۔

’’مہمان کون مہمان؟‘‘شہ نور مصنوعی غصے سے غرائی۔’’خبردار جو مجھے مہمان بنانے کی کوشش کی اپن کوئی مہمان وہمان نہیں ہے سمجھیں۔‘‘

’’سمجھ گئی جناب آپ مہمان نہیں آپ تو بے ایمان ہیں۔‘‘شمع نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر چور نظروں سے آسمان کی طرف دیکھا لیکن وہ سائے اب موجود نہیں تھے۔اس نے سکون کا سانس لیا لیکن شہ نور بھی بلا کی تیز تھی اس نے اس کی نگاہوں کا فوراً ہی تعاقب کیا

اور شمع کے ساتھ ہی اس کی نگاہوں نے بھی آسمان کا طواف کیا تھا۔

''ہوں ...آسمان پر تو کوئی چاند بھی نہیں چمک رہا آخر تو کس تاڑ میں ہے پُھتکنی۔'' شہ نور نے شمع کا پرانا لقب دہراتے ہوئے کہا۔

''ابھی تو نیچے چلو بعد میں بتاؤں گی کہ کس تاڑ میں ہوں.....یہ بتا کہ اکیلی آئی ہے یا ساتھ کوئی اور بھی ہے۔'' شمع نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

''اکیلی بالکل اکیلی۔'' شہ نور ہنس کر بولی ''موٹر وے پر فل سپیڈ کے ساتھ اپنی اُسی کھٹارہ گاڑی میں۔''

اور شمع یہ سن کر چلتے چلتے رک گئی اور شہ نور کو گھورتی ہوئی بولی۔''او چڑیل تو مجھے پُھتکنی کہہ رہی ہے تُو تو خود پُھتکنی ہے اس ویران سڑک پر پُھتکتی ہوئی تو چکوال آن پہنچی ہے!''

''پُھتکتی ہوئی نہیں شوں کر کے۔'' شہ نور نے ہاتھ کو جہاز بنا کر اڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہنستی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

☆☆☆

رومی اور طٰہ

سارہ اپنے بیٹے سمیت ایئرپورٹ پر موجود تھی۔ اپنے مہمانوں کو پہچاننے میں اسے کچھ خاص دقت نہ ہوئی۔ چھ فٹ کا دراز قامت ڈاکٹر رومی اپنے ساتھی کے ہمراہ ایک بونے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

سارہ نے ہاتھ میں پکڑی تختی ہلائی۔ ان دونوں نے فوراً ہی اپنے نام پڑھ لئے تھے۔ مسکراتے ہوئے آگے بڑھے۔ "لیڈی سارہ کیسی ہیں آپ؟"

"میں ٹھیک ہوں ڈاکٹر آپ سنائیں کیا حال ہے اور طٰہ تو لگتا ہے پہلے سے بھی کچھ اور لمبا ہو گیا ہے۔" سارہ نے کہا۔

سرمد حیرت سے منہ کھولے سر نوے ڈگری پر گھما کر طٰہ کو دیکھے جا رہا تھا۔

صرف وہی نہیں ایئر پورٹ پر موجود سارے ہی لوگ طٰہٰ کی طرف متوجہ تھے۔ نہ صرف اس کا قد سات فٹ سے بھی کچھ اوپر تھا بلکہ وہ ایک باڈی بلڈر کی طرح تراشے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ بالعموم غیر معمولی قد آور لوگ بے ڈھنگے جسم اور شکل صورت کے مالک ہوتے ہیں لیکن طٰہٰ کے چہرے سے پتا نہ چلتا تھا یہ سر اتنی بلندی پر واقع ہے۔

سرمد کو حواس باختہ پا کر طٰہٰ مسکرایا اور اس نے سرمد کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اپنے چہرے کے سامنے اس کا چہرہ لا کر بولا۔ "خوب یہ تو پورا جوان ہو گیا ہے میرے جتنا ہی ہے۔"

"انکل مانسٹر پلیز مجھے چھوڑ دیں۔" سرمد نے التجا کی۔

طٰہٰ نے ہنس کر اس کی پیشانی چومی اور دوبارہ زمین پر چھوڑ دیا۔

سرمد کی جان میں جان آ گئی اور وہ اپنی ماما کے پیچھے چھپ کر تھوڑا سا سر نکال کر طٰہٰ کو دیکھنے لگا۔

"اچھا باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ ابھی چلیں واپس۔" سارہ نے کہا۔

کنگ فوا ایرینا پہنچ کر سارہ نے انہیں ان کے کمرے دکھا دیئے۔

"سفر سے تھکے ہوں گے چاہیں تو آرام کرلیں۔"

"آرام ہی کرتے رہے ہیں سارے راستے۔" رومی نے کہا۔" کچھ دیر باہر لان میں بیٹھتے ہیں۔"

سارہ نے لان میں سب کے لئے کرسیاں لگوادیں۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ عبدالکریم چائے کی ٹرالی دھکیلتا پہنچ گیا۔

"ارے عبدالکریم کیا حال ہے۔؟" ڈاکٹر رومی اور طٰہٰ دونوں اٹھ کر پرانے دوستوں کی طرح عبدالکریم سے ملے تھے۔

عبدالکریم کی بیوی اور بیٹی نگینہ بھی آ گئی تھیں۔ نگینہ کا انداز سرمد جیسا ہی تھا۔ طٰہٰ کو دیکھ کر ڈر گئی۔

"ان بچوں کو سمجھاؤ یار میں مانسٹر نہیں جوکر ہوں۔" طٰہٰ نے بے بسی سے کہا۔

"سرمد ذرا جاؤ ہم نے کمرے میں جو بیگ رکھے ہیں ان میں سے طٰہٰ والے بیگ میں بڑے عمدہ چاکلیٹ والے ڈبے ہیں۔ وہ نکال لاؤ خود بھی کھاؤ اور نگینہ کو بھی کھلاؤ۔" ڈاکٹر رومی نے کہا۔

"نہیں انکل رومی۔ اتنے بڑے خطرے میں نہ ڈالیں مجھے۔ انکل

مانسٹر مجھے بھی کھا جائیں گے چاکلیٹ سمجھ کر۔" سرمد نے بوکھلا کر کہا۔

"بیٹا میں آدمخور نہیں ہوں اور کچا گوشت تو بالکل نہیں کھاتا۔" طٰہٰ نے کہا۔

"مطلب آپ مجھے پکا کر کھائیں گے۔" سرمد نے ڈر کر کہا۔

"ہمم۔۔۔سمجھ گیا تم شرارتی ہو چکے ہو۔" طٰہٰ نے کہا۔" ٹھیک ہے پھر میں نگینہ سے کہتا ہوں۔"

"نہیں انکل میں کسی کا بیگ نہیں کھول سکتی ممی پاپا نے سختی سے منع کر رکھا ہے۔" نگینہ نے فوراً جواب دیا۔

"یہ میں کیسے بچوں میں پھنس گیا ہوں۔۔۔اتنے نیک شریف بچے پاکستان میں کیسے پیدا ہو گئے۔۔۔" طٰہٰ نے حیران ہو کر کہا۔" چلو پھر میں خود ہی لے آتا ہوں لیکن یاد رہے پھر کھاؤں گا بھی میں خود ہی۔" وہ دھمکی دے کر اندر چلا گیا۔ سرمد اور نگینہ نے بڑی دلچسپی سے انکل مانسٹر کے چلنے کا منظر دیکھا۔ ان کے ہونٹ مسلسل گول دائرے میں سکڑے ہوئے تھے جیسے WOW کہنا چاہتے ہوں۔

☆☆☆

پرانی دوست

رات گئے تک شہ نور شمع اور اس کے دونوں چھوٹے بھائیوں کو ہنساتی رہی تھی شہ نور کے والد چین میں بسلسلہ کاروبار مقیم تھے شہ نور اور شمع دونوں نے اعلیٰ تعلیم چین میں حاصل کی تھی اور شمع تو اعلیٰ تعلیم کے بعد واپس لوٹ آئی تھی لیکن شہ نور اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ مارشل آرٹس میں بھی گرینڈ ماسٹر بن کر واپس آئی تھی اس کے چینی استاد نے اسے لمبے بال رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی چنانچہ اپنے استاد کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے شہ نور نے اپنے لمبے بال جو اسے بڑے پسند تھے کٹوا دیئے اور پھر کبھی لمبے بال نہ رکھے تھے، چھوٹے بالوں کے نتیجے میں اس کی ایڈونچر پسند طبیعت نے ایک نیا مشغلہ ڈھونڈ نکالا تھا اب وہ مردانہ بھیس بدل کر سیر وسیاحت کرتی رہتی تھی اس وقت بھی وہ راولپنڈی سے چکوال مردانہ بھیس

میں آئی تھی اس نے ہنستے ہوئے شمع کو بتایا کہ راستے میں رکی ہوئی ایک پنکچر گاڑی کا ٹائر بھی اسے بدلنا پڑا کیونکہ وہ لوگ اسے ایک نوجوان مرد خیال کر رہے تھے اس بات پر سب دیر تک ہنستے رہے۔

''شہ نور یاد ہے جب ہم دونوں شنگھائی کے ساحل پر گئی تھیں۔'' شمع نے اچانک ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہو...وہ'' شہ نور نے قہقہہ لگایا'' اور لفنگوں کا وہ ٹولہ جنہیں شک پڑ گیا تھا کہ ہم دونوں لڑکیاں ہیں ان کا کیا حشر ہوا تھا۔''

''ہاں وہ یہ تو سمجھ گئے تھے کہ ہم دونوں لڑکیاں ہیں لیکن انہیں کیا پتا تھا ان کا واسطہ مارشل آرٹس کی چیمپئن سے پڑ جائے گا۔'' شمع نے ہنستے ہوئے کہا'' میں نے ان کی پٹائی کا منظر بڑے مزے لے لے کر ریت پر نیم دراز ہو کر دیکھا تھا پاپ کارن کھاتے ہوئے۔''

''اس پھتکنی نے میری ذرا بھر مدد نہ کی تھی۔'' شہ نور نے نہایت افسوس بھرے لہجے میں شمع کے چھوٹے بھائی دانیال کو بتایا۔

''ہیں.....؟؟ سچ.... باجی انتہائی شرم ..ناک....'' شمع کا چھوٹا بھائی دانیال ناک پر انگلی رکھ کر بولا۔

''لیکن اسے مدد کی ضرورت تھی کب؟'' شمع نے ہنستے ہوئے کہا ''مدد کی ضرورت تو ان بیچارے لڑکوں کو تھی جو ایک چڑیل کو چھیڑ بیٹھے تھے۔''

شمع کی والدہ بھی موجود تھیں بولیں۔ ''خود اعتمادی اچھی چیز ہے لڑکیو لیکن کبھی اس خوش فہمی کا شکار مت ہونا کہ کوئی تمہارا کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتا انسان کے لئے بہتر ہے اپنی بجائے اپنے پروردگار کے بھروسے پر رہے کسی دوسرے پر یا اپنی صلاحیتوں پر حد سے زیادہ بھروسہ بھی شرک ہے اس سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرو۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں آنٹی۔'' شہ نور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ''اندازے کسی بھی وقت غلط ہو سکتے ہیں۔''

رات بارہ بجے تک وہ سب اسی طرح گپ شپ لگاتے رہے اس کے بعد سب سونے چلے گئے تھے۔ شمع اور شہ نور بھی بستر میں جا گھسی تھیں۔ شہ نور نے دوسروں کے سامنے شمع کے معمولات پر کسی قسم کے تعجب کا اظہار نہ کیا تھا لیکن سونے سے پہلے شہ نور ایک بار پھر اس کے سر ہو گئی اور شمع کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ اپنی سب سے قریبی سہیلی سے کچھ چھپا سکے۔

''اچھا شہ نور پہلے یہ وعدہ کرو کہ نہ تو میرا مذاق اڑاؤ گی اور نہ ہی کسی

کو کچھ بتاؤ گی۔'' شمع نے معاہدہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''تم فکر مت کرو بچہ یہ دل اس کائنات کے رازوں کا امین ہے۔'' شہ نور شمع کے سر پر بزرگانہ انداز میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

''اچھا تو سنو۔'' اور پھر شمع نے شہ نور کو سب کچھ بتا دیا۔

شہ نور جو بڑے اشتیاق سے کسی انکشاف کی منتظر تھی ایک دم اس کا منہ ایک فٹ لٹک گیا۔

''ہونہہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی آسمان سے گرا ہوا۔'' وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ ''میرا چکوال کا ٹرپ ہی ضائع کرا دیا تو نے میں نے سوچا تھا کہ اپنی عزیز از جان سہیلی کا قصہ پاک کرآؤں گی اس کی کہیں منگنی شنگنی ہو جائے گی خوب رونق لگے گی لیکن لاحول ولا قوۃ یہاں تو جاگتے میں سپنے دیکھے جا رہے ہیں نفسیات تو میں نے بھی پڑھی تھی لیکن میرے اوپر تو اس کے ایسے بد اثرات مرتب نہیں ہوئے جیسے تم پر ہوئے ہیں چلو خیر اب میں آ ہی گئی ہوں تو تمہارا نفسیاتی علاج بھی آنٹی کو بتا کر ہی جاؤں گی۔''

''ممی کو کیا علاج بتا کر جائے گی تو؟'' شمع اسے گھورتی ہوئی بولی۔

’’یہی کہ اب اس پُھتکنی کو کسی پُھتکنے سے بیاہ ڈالیں ورنہ کوئی آسمانی مخلوق اسے اٹھا کر لے جائے گی۔‘‘ وہ اسے چڑاتے ہوئے بولی۔

’’بکواس مت کر چڑیل۔‘‘ شمع جھنجلا کر بولی ’’تو کیا سمجھتی ہے میں ان سایوں کو حقیقت سمجھتی ہوں؟ میں نے بھی نفسیات پڑھی ہے مجھے علم ہے وہ میرے استغراق کی پیداوار ہیں اور ان کو میرے ذہن نے تخلیق کیا ہے لیکن میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں ہر بار ایک سا منظر ہی کیوں نظر آتا ہے اور یہ کیفیت ختم کیوں نہیں ہو رہی!‘‘

’’چلو کل میں بھی تمہارے اس نفسیاتی تجربے میں شریک ہو جاتی ہوں۔‘‘ شہ نور نے تجویز پیش کی۔

’’ہاں لیکن تمہیں وہ نظر کہاں آئیں گے وہ تو میرے ذہن کا اندرونی معاملہ ہے تو کیا میرا منہ دیکھے گی؟‘‘ شمع نے کہا۔

’’تو کیا ہوا تمہارا منہ بھی کچھ ایسا برا نہیں ہے۔‘‘ شہ نور اس کے گال پہ ایک چٹکی لیتے ہوئے بولی اور شمع تلملا اٹھی۔ ’’او کمینی باز آ جا۔‘‘ اسی طرح ایک دوسرے کو تنگ کرتے ہوئے وہ نہ جانے کس وقت سو گئیں۔

☆☆☆

رومی کے گیت

چاکلیٹ کھانے کے بعد دونوں بچوں کا رویہ کافی بدل چکا تھا۔اب سرمد اور نگینہ دونوں طٰہ کے دائیں بائیں آن بیٹھے تھے۔طٰہ گٹار بھی نکال کر لے آیا تھا۔اب وہ گفتگو کرتے ہوئے ساتھ ساتھ گٹار بھی بجا رہا تھا۔اس نے رومی سے وائٹل سائنز کا گیت اعتبار سنانے کی فرمائش کی۔رومی گانے لگا۔

اعتبار بھی آ ہی جائے گا۔

ملو تو سہی

راستہ کوئی مل ہی جائے گا

چلو تو سہی

دھوپ میں کھڑا جل رہا ہوں میں

سایہ دو مجھے

یہ میرا جنوں یہ میری جلن ہے میری سزا

میری یہ تھکن کہہ رہی ہے کیا

سنو تو سہی سنو تو سہی

اعتبار بھی آ ہی جائے گا

کیا ہوا اگر زندگی ذرا سا بھول ہی گئی

سوچو تو ذرا

جنگلوں میں بھی راستے تو ہیں

ہمیں بھی کوئی مل ہی جائے گا

چلو تو سہی

راستہ کوئی مل ہی جائے گا

"یہ تو کمال کا گایا ہے رومی۔" سارہ نے پورے دل سے تعریف کی۔

پتا ہے وائٹل سائنز گروپ راولپنڈی کا میوزک بینڈ تھا۔طٰہ نے

بتایا۔"نیو لالہ زار میں ایک بیہودہ سی جیپ میں گھومتے پھرتے تھے میرے بڑے بھائی نے ان سے کہا مجھے بھی گروپ میں شامل کریں لیکن روحیل حیات نے کہا ہم نے میوزک گروپ بنانا ہے کوئی سرکس گروپ نہیں۔ہاہاہا۔طٰہ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔''دراصل میرے بڑے بھائی کا قد بھی میرے جیسا ہی ہے۔"

رومی نے ہنستے ہوئے کہا۔"اس کی جھوٹی کہانیوں پر اعتبار مت کرنا۔بہت بڑا داستان گو ہے یہ۔بچے اور ایک خاتون بیٹھی ہیں ورنہ داستان گو کی جگہ بکواسی کا لفظ استعمال کرنا تھا۔"

" کر تو دیا ہے استعمال۔"طٰہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔"ایڈا توں تہذیب آلا۔"

" کوئی بیوقوفی کی بات مت کرنا۔"رومی نے اسے خبردار کرتے ہوئے کہا۔" کوئی اچھا سا گیت سناؤ۔"

"ہونہہ میں صرف گٹار بجا سکتا ہوں۔گاؤ گے تم ہی بلکہ گٹار بھی خود ہی بجالو۔" طٰہ کا موڈ بگڑ گیا۔گٹار رومی کے آگے رکھ دیا تھا۔

"چلو کوئی بات نہیں میں ہی بجا لوں گا۔"رومی نے ہنستے ہوئے

بڑے پیار سے گٹار پر ہاتھ پھیرتے ہوئے طٰہٰ کو آنکھ ماری۔

طٰہٰ منہ پھلا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔رومی وائٹل سائنز کا گیت "ناراض تم ناراض ہم" سنانے لگا۔

گیت سن کر سارہ نے کہا۔"یہ بھی بہت اچھا گیت ہے لیکن دھن سن کر لگتا ہے کہیں اور بھی سنا ہے۔"

"ہاں دراصل یہ اسی کی دہائی کے ایک بہت ہی کلاسیک انگلش گیت کا اردو ورشن ہے۔اصل گیت تھا۔feels like heaven یہ فکشن فیکٹری کا گیت ہے۔"رومی نے کچھ دیر تک سنا کر کہا۔" آپ نے وہی سنا ہوگا اپنے بچپن میں۔"

"بالکل درست۔۔۔لیکن کیا بات ہے آج وائٹل سائنز کی بہت یاد آرہی ہے۔"سارہ نے کہا۔

"ہم جب بھی اسلام آباد آتے ہیں تو وائٹل سائنز بہت یاد آتے ہیں کیونکہ راولپنڈی اسلام آباد کی ایک بہت خوبصورت پہچان تھے یہ لوگ۔"

"ایک گیت اور سناؤ پھر مجھے راضی سمجھو۔"طٰہٰ نے کہا ساتھ ہی گٹار رومی سے لے کر بجانے لگا۔دھن سن کر رومی چونک گیا۔۔"واہ

کیا یاد کروا دیا ہے کینی روجرز کا شاہکار۔" پھر وہ گانے لگا۔

If I were a painting
Captured on canvas
Alone in the portrait I would stand
And brush strokes bold
Yet soft as a whisper
The work of a feminine hand
Caught in a still life
Surrounded by shadows
Or lost in a background of blue
If I were a painting
My price would be pain
And the artist would have to be you

سارہ نے گیت سن کر کہا۔" یہ گیت جب پہلی بار سنا تھا تو مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ بہت ہی خوبصورت گیت ہے۔"

"بہت عمدہ گایا ہے رومی۔ جاؤ تمہارے سارے گناہ معاف کیئے۔" طٰہٰ نے خوش ہو کر کہا۔

"شکر ہے اللہ کا۔ ورنہ جب تک یہ بھالو ناراض تھا میری جان خطرے میں تھی۔" رومی نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔

"انکل مانسٹر آپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں؟" سرمد نے چاکلیٹ منہ میں کچلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور بتاؤ۔ کیا وہ چاکلیٹ سے زیادہ مزیدار ہے؟" طٰہٰ نے پوچھا۔

"نہیں انکل چاکلیٹ تو صرف مزیدار ہیں لیکن وہ بات بہت دلچسپ بھی ہے۔"

"اچھا پھر تو ضرور بتاؤ بھئی ایسی باتیں ڈھونڈنا تو ہمارا کام ہے۔" طٰہٰ نے کہا۔

"انکل ذرا تصور کریں۔۔۔ہمم۔۔۔رات کا وقت ہے۔۔۔۔نیلا آسمان ہے۔۔۔۔ہمم۔۔۔ہلکے ہلکے بادل بھی ہیں۔۔۔" سرمد نے کہنا شروع کیا تو طٰہٰ کے ساتھ رومی بھی حیران سا رہ گیا۔

"تم تو رائٹر ہو یار سرمد یا پھر مستقبل کے شاعر۔" رومی نے کہا۔

"انکل رومی ابھی آگے تو سنیں۔" سرمد مزے لیتے ہوئے بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے ہلکے ہلکے بادل بھی ہو گئے اور کیا کیا ہے وہ بھی بتاؤ۔" طٰہٰ نے پوچھا۔

"اور انکل ایسے میں آسمان پر اچانک۔۔" سرمد نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

طٰہٰ نے رومی کی طرف دیکھ کر کہا۔"بڑا فنکار ہے سسپنس پھیلا رہا ہے اب۔"

"سرمد بس کرو اپنی خرافاتی کہانی سنا دو جو سنانی ہے۔" سارا نے اسے سرزنش کی۔

"انکل آسمان پر اچانک ایک جگہ نیلا آسمان اپنا رنگ بدلنے لگتا ہے۔ایک ٹی وی سکرین جیسی یوں سمجھیں جیسے پروجیکٹر سے آسمان پر ایک سکرین روشن ہو جاتی ہے۔ایک منظر ابھرنے لگتا ہے۔"

"واہ کیا سین پیدا کیا ہے عمدہ منظر نگاری ہے سرمد۔" رومی نے خوش ہو کر کہا۔

"اچھا پھر۔۔؟" طہٰ کے لہجے میں اب ایک تجسس تھا۔یہ دیکھ کر سارہ مسکرائی۔" لگتا ہے سرمد نے انکل مانسٹر کو شیشے میں اتار لیا ہے۔"

"پھر ایک کمرے کا اندرونی منظر دکھائی دیتا ہے۔کچھ لوگ ایک میز کے گرد بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ان میں ایک لڑکی بھی ہوتی ہے۔" سرمد نے کہا۔

"سرمد تم نے کافی دلچسپ ٹی وی شو دیکھا ہے۔کیا یہ کارٹون نیٹ ورک پر لگتا ہے؟" رومی نے پوچھا۔

"نہیں انکل رومی یہ سچ مچ دیکھا میں نے آسمان پر۔" سرمد نے وثوق سے کہا۔

"یہ لڑکا واقعی ایک رائٹر بنے گا مجھ سے لکھوا لو۔" طہٰ نے کہا۔

"نگینہ کافی خاموش ہے کیا تم بھی ایسے ٹی وی شو دیکھتی ہو نگینہ؟" رومی نے پوچھا۔

نگینہ جواب تک خاموش تھی۔ بولی۔ "سرمد جھوٹ نہیں بول رہا انکل وہ آسمانی مخلوق تو میں روزانہ دیکھتی ہوں۔"

"اسی نے تو مجھے بھی دکھایا تھا یہ منظر۔" سرمد نے پرجوش لہجے میں کہا۔

رومی اور طٰہٰ ایک دوسرے کا منہ ہی دیکھتے رہ گئے۔

☆☆☆

کھڑکی میں سائے

اگلی شام وہ دونوں چھت پر ٹہل رہی تھیں ۔شہ نور نے شمع کی ایک بات تو مان لی تھی کسی اور کو اس کا راز نہیں بتایا تھا لیکن شمع کا مذاق اڑانے سے باز نہیں آسکی تھی اور اس نے شمع کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔

''ہاں جناب۔'' وہ شرارت سے شمع کو گھورتی ہوئی بولی۔'' آپ کو Shadows from Mars نظر آنا شروع ہوئے کہ نہیں؟''

''نہیں''، شمع لہجے کو خشک سا بناتے ہوئے بولی۔''فی الحال مجھے مشتری سے آئی ہوئی ایک چڑیل نظر آ رہی ہے اس کے بال تقریباً نہ ہونے

کے برابر اور چہرے سے جیمز بانڈ کی نواسی معلوم ہوتی ہے۔''

''خوب خوب اس چڑیل سے پوچھو نفسیاتی بیماروں کو دیہی علاقوں میں کیا سمجھا جاتا ہے۔'' شہ نور نے خوشدلی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ، مجھے پتا ہے دیہاتوں میں ایسے مریضوں کو آسیب زدہ سمجھا جاتا ہے'' شمع نے جواب دیا۔

''ہاں ں ں....'' شہ نور ہاں کو لمبا کرتے ہوئے بولی ''اور حکیم صاحب کا مشورہ یہ ہے کہ ایسے جن زدہ مریضوں کی خوب پھینٹی لگائی جائے تاکہ جن بھاگ جائے۔''

''میں جانتی ہوں دیہاتوں میں نفسیاتی مریضوں کو مارا پیٹا جاتا ہے۔'' شمع نے کہا۔

''تو پھر میں اتاروں جوتی یا تم خود ہی بھاگ جاؤ گے اے جن۔'' شہ نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں بھاگوں گا بھلا کیا کر لو گی تم۔'' شمع آواز کو بھاری بناتے ہوئے بولی۔

''ایک ہی کراٹے میں گردن توڑ دوں گی مسٹر جن۔'' شہ نور نے

بارعب لہجے میں کہا۔

"بے وقوف لڑکی گردن تو تیری سہیلی کی ٹوٹے گی میرا بھلا کیا بگڑے گا۔" شمع نے بدستور بھاری لہجے بنائے ہوئے کہا۔

"تو کوئی بات نہیں جنوں کے علاوہ بھوتنیاں مارنے کا بھی ثواب ملتا ہے بلکہ پُھسکنیاں مارنے کا تو بہت ہی زیادہ ثواب ملتا ہے۔" شہ نور نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"کسی چڑیل کی اتنی مجال نہیں کہ جِنوں سے ٹکر لے سکے۔" شمع بھی اکڑ گئی۔

"وہ چڑیل ہی کیا جو جنوں کی ایسی تیسی نہ کر دے۔" شہ نور نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو شمع کی ہنسی نکل گئی۔ "کمینی تو نے خود کو چڑیل مان لیا ہے۔"

"اوہ!" شہ نور کو اب اپنی غلطی کا احساس ہوا لیکن ڈھیٹ بن کر بولی تو کیا ہوا "تم نے بھی تو خود کو پھسکنی مان لیا ہے۔"

"ہیں؟ وہ کب جناب؟" شمع ہاتھ ہلایا۔

شہ نور سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی "اچھا مذاق ختم شمع میں اس نتیجے پر پہنچی

ہوں کہ شنگھائی سے لوٹنے کے بعد تم بہت اکیلی ہوگئی ہو کیونکہ ہم دونوں نے ایک طویل عرصہ اکٹھا گزارا ہے اس تنہائی میں تم نے یہ غیر مرئی مشغلہ کھوج نکالا ہے کیوں نہ تم میرے ساتھ اسلام آباد چلو کچھ دن میرے ساتھ رہو گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''شائد تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو آجکل میرا مشغلہ بس کتابیں پڑھنے تک محدود ہو کر رہ گیا ہے یا چھت پر اکیلے ٹہلنا۔'' شمع کا لہجہ کچھ اداس سا ہو گیا اور وہ اپنی لانگ چیئر پر بیٹھ گئی شہ نور بھی اس کے قریب آ گئی۔ ''دیکھو آج شائد تمہیں آسمان پر کچھ بھی نہ دکھائی دے اور یہ کچھ حیرت کی بات نہ ہو گی اچھا ذرا جائزہ لو آسمان کا۔''

شمع ایک نظر آسمان کی طرف ڈالتے ہوئے بولی ''ان کو دیکھنے کے لئے مجھے کچھ دیر مسلسل آسمان کی طرف متوجہ رہنا پڑتا ہے۔''

''چلو یہ بھی کر دیکھو۔'' شہ نور نے کہا ''آرام سے لیٹ جاؤ اور آسمان کی طرف دیکھتی رہو جب نظر آنے لگیں تو مجھے بتا دینا۔'' یہ کہہ کر شہ نور شمع کے پاس سے کچھ دور ہٹ گئی اور کسی بوڑھے پروفیسر کی طرح ہاتھ کمر پر باندھ کر ٹہلنے لگی۔

شمع نے ایک نظر اس پر ڈالی اور اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے لانگ چیئر پر سکون سے نیم دراز ہو گئی ۔ نیلے وسیع آسمان پر اپنی نظریں جماتے ہوئے بڑبڑائی۔" آسمان کس قدر پراسرار ہے قدرت کے نہ جانے کتنے ہی عظیم رازوں کا امین !!"

پھر اس نے دیکھا آسمان کا رنگ ایک جگہ سے بدل رہا تھا نیلا ہٹ سیاہی میں بدل رہی تھی وہ مسحور نظروں سے اس منظر کو دیکھنے لگی آسمان پر اب ایک سکرین سی نظر آ رہی تھی وہ پانچ افراد تھے اور ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے آپس میں کسی گفتگو میں مصروف تھے ان کی لمبی ٹوپیاں ان کے پیروں تک طویل لبادوں کے ساتھ منسلک تھیں اور آستینیں دراز تھیں۔

شمع خوابناک انداز میں بڑبڑائی۔"وہ آ گئے ،شہ نور یہاں آؤ انہیں دیکھنے کی کوشش کرو۔"

شہ نور لپک کر آئی اس نے ایک نظر شمع کے چہرے کی طرف دیکھا اور دوسری نظر اس کی نظروں کے تعاقب میں آسمان پر دوڑائی چند ثانئے کے لئے اس کی نگاہ آسمان سے چپک کر رہ گئی شمع کو احساس

ہوا سکرین غائب ہو رہی ہے لیکن شہ نور بت بنی کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی سکرین غائب ہوتے ہی شمع شہ نور کی طرف متوجہ ہو گئی تھی وہ بھی اب اسی کی طرف دیکھ رہی تھی نیم تاریکی میں شہ نور کا چہرہ اور آنکھیں اسے دہکتی ہوئی محسوس ہوئیں اچانک وہ وحشیانہ انداز میں شمع کی طرف جھپٹی اس نے اس کا بازو پکڑا اور اسے گھسیٹتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف لے چلی۔

شمع کو کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ شہ نور کو ہو کیا گیا ہے۔وہ اس کے ساتھ بھاگتی ہوئی گھسٹتی ہوئی اپنے بیڈ روم تک پہنچ گئی۔شہ نور نے دروازہ اندر سے بند کیا اور شمع کو بستر پر دھکا مار کر گراتے ہوئے اس پر چڑھ دوڑی۔

''کیا ہو گیا ہے تجھے شہ نور؟''شمع نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''شی''شہ نور نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ لی۔''

''آخر ہوا کیا ہے؟''شمع نے پوچھا۔

شہ نور اسے گھورے جا رہی تھی۔''سنو اپنے ذہن سے ساری نفسیات باہر نکال دو جو کچھ تم کئی دن سے دیکھتی چلی آ رہی ہو وہ تمہارے ذہن کی پیداوار نہیں وہ ایک حقیقت ہے...حقیقت!''شہ نور سرسراتے

ہوئے لہجے میں بولتی چلی گئی۔

''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟'' شمع نے گبھرا کر کہا۔

''اس لئے کہ وہ کھڑکی اور اس میں موجود سائے مجھے بھی بالکل واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔'' شہ نور نے گویا بم کا دھماکہ کیا۔ شمع سکتے کی کیفیت میں ایک ٹک اس کی طرف دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆

لچکری ملک

"میں کہتی ہوں بہت خرافاتی دماغ ہے اس لڑکے کا۔" سارہ کچھ جھنجلا گئی تھی۔" جاؤ سرمد نگینہ تم دونوں جاؤ اپنا ہوم ورک کرو۔شاباش۔"

دونوں بچے منہ لٹکا کر جانے لگے۔رومی نے انہیں روک لیا۔" مجھے کچھ پوچھنا ہےان سے۔"

سرمد خوش ہوگیا۔"میرا یقین کریں انکل۔پتا نہیں کیوں ماما بالکل نہیں مانتی ہیں۔"

"میں مان لوں گا سرمد اگر تم مجھے بھی وہ منظر آسمان پر دکھا دو۔ "رومی نے سرمد کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"وہ تو شام سات بجے روزانہ دکھائی دیتے ہیں۔" نگینہ چہک کر بولی۔

"واہ پھر تو ہم بھی دیکھیں گے کل شام کو۔" طٰہٰ نے کہا۔ "ابھی تو رات کافی ہوگئی ہے۔"

"کیا پتا وہ رات کو بھی آتے ہوں۔ ہم تو رات کو جلدی سو جاتے ہیں نا۔ ماما زیادہ دیر چھت پر نہیں رہنے دیتیں۔" سرمد نے کہا۔

"چلیں پھر چھت پر۔" طٰہٰ نے گٹار رکھ دیا۔

"چلیں۔۔" سرمد اور نگینہ خوش ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"مجھے یہ آئیڈیا کچھ زیادہ صحیح نہیں لگ رہا۔" سارہ نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔ "حیرت ہے آپ جیسے لوگ ان بچوں کی باتوں میں آگئے۔!!"

"کبھی بچوں کی بات بھی مان لینی چاہیئے۔" رومی نے ہنس کر کہا۔ "جیسے میں طٰہٰ کی بات مان لیا کرتا ہوں۔"

"تو کیا یہ بھی بچے ہیں۔" سرمد نے حیران لہجے میں نیچے سے اوپر تک طٰہٰ کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اس کے لئے اسے اپنا منہ ایک فٹ لمبا کر کے چھت کی طرف کرنا پڑا تھا۔

"یہ تو بہت بڑا بچہ ہے۔ ایسا بچہ دنیا میں کہیں نہیں۔" رومی نے کہا۔

"واقعی بہت بڑا ہے۔" نگینہ نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

وہ سب باتیں کرتے ہوئے چھت پر پہنچ گئے۔ چھت پر لانگ چیئرز کے علاوہ چارپائیاں بھی بچھی تھیں۔ یہ دیکھ کر طٰہٰ کی باچھیں کھلیں۔ "واہ یہاں تو بڑا اعلیٰ ماحول ہے۔" خوش ہوکر گھڑام سے ایک چارپائی پر جالیٹا لیکن چارپائی کافی کمزور نکلی اور طٰہٰ سمیت فرش سے جالگی۔ یہ منظر دیکھ کر سب کی ہنسی نکل گئی تھی۔

"واہ میرے پیارے جوکر تو جدھر جاتا ہے کوئی نہ کوئی چن چڑھا کر رہتا ہے۔" رومی اسے اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے بولا۔

"انکل مانسٹر۔۔۔ کیا زبردست ایکشن تھا ویسے۔۔۔" سرمد نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کو تو ڈبلیوڈبلیو ای میں جانا چاہیئے۔"

"وہ فیک ہوتی ہیں بیٹا۔ میرے ہاتھوں سچ مچ کسی کو لگ جانی ہے تو ان کے دانت باہر آجانے ہیں۔" طٰہٰ نے کہا جواب کمر پکڑے ایک آرام چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔

"فیک کہاں ہوتی ہیں انکل۔ وہ رسیوں پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں تو نیچے کھڑے تین چار پہلوانوں کو بھی ڈھیر کر دیتے ہیں۔" سرمد نے کہا۔

"اب اگلی بار غور سے دیکھنا۔ وہ تین چار ریسلر مل کر اس لئے کھڑے ہوتے

ہیں کہ وہ سیدھا زمین پر گر کر زخمی نہ ہو جائے۔دراصل اسے کیچ کرتے ہیں اور پھر گر جانے کی ایکٹنگ کرتے ہیں۔اس کی پریکٹس میچ سے پہلے خوب اچھی طرح کر چکے ہوتے ہیں۔خون وغیرہ نکلنا اور چوٹیں لگنا سٹنٹ کا حصہ ہے۔انہیں اس کے پیسے ملتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں وہ خوب فٹ اور پھرتیلے ہوتے ہیں رسک بھی لیتے ہیں۔" طٰہٰ نے کہا۔

"اچھا زیادہ باتیں کر کے اصل موضوع سے دور مت لے جاؤ ہمیں۔تم نے سارہ کی چارپائی توڑ دی ہے اس کا ہرجانہ نکالو۔" رومی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

سارہ ہنس پڑی۔" کوئی ہرجانہ نہیں۔یہاں ساری چیزوں کی ملکیت شہ نور کی ہے اور وہ آپ کے گینگ کا حصہ ہے۔یعنی سب کچھ آپ کا اپنا ہی ہے۔کھلے دل سے توڑ پھوڑ کریں۔"

"فی الحال تو میری اپنی توڑ پھوڑ ہو گئی ہے۔طٰہٰ نے کراہتے ہوئے کہا۔اور ایک یہ نکما ڈاکٹر رومی ہے جو کوئی دوائی بھی تجویز نہیں کر سکتا۔"

"وہ تو فلاسفی میں پی ایچ ڈی ہیں۔ان کا دوائیوں سے کیا تعلق۔" سارہ

ہنس پڑی۔

"تو پھر یہ ڈاکٹر کیوں کہلاتا ہے۔سیدھا سیدھا حکیم الامت کہلائے۔" طٰہ نے منہ بنایا۔

"لاجک تو زبردست ہے۔" سارہ مسکراتے ہوئے بولی۔"الگ الگ الفاظ ہونا چاہیئں۔"

"میڈیکل ڈاکٹر میڈیکو کہلا سکتا ہے ویسے۔" رومی نے کہا۔

سب ہنس پڑے۔طٰہ نے کہا۔" کسی ڈاکٹر کو میڈیکو کہہ کر پھر دیکھنا اپنا انجام۔"

"دراصل ڈاکٹر کے لئے تو اور بھی الفاظ موجود ہیں لیکن یونیورسٹیز کو ایک لفظ ڈاکٹر ہی سوجھتا ہے ہر بڑی ڈگری کے لئے۔" رومی نے کہا۔

اسی وقت عبدالکریم بھی چھت پر پہنچ گیا۔

" لگتا ہے کھانا تیار ہو گیا ہے۔" طٰہ نے کہا۔

"جی سر کھانا تیار ہے اگر کہیں تو لگا دوں۔" عبدالکریم نے پوچھا۔

"لگا دو یار کیونکہ ہمیں ابھی آسمان پر فلم بھی دیکھنی ہے رات کو۔" رومی نے کہا۔

پھر وہ سب واپس نیچے آ گئے۔

کھانا شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ رومی کے موبائل کی بیل بجنے لگی۔موبائل کان سے لگاتے ہی اس کے دیوتا کوچ کر گئے۔کوئی بلی چینی زبان میں بری طرح غرا رہی تھی۔رومی نے سپیکر آن کر کے موبائل میز پر رکھ دیا۔سرمد نگینہ اور باقی سب خوفزدہ نظروں سے موبائل کو دیکھتے ہوئے اس میں سے برآمد ہوتی آوازیں سننے لگے۔غراہٹیں کچھ نرم پڑیں تو رومی نے جواب دیا۔" کچھ سمجھ نہیں آ رہی لی مے۔اردو زبان میں کچھ ارشاد فرماؤ۔"

"وہ تو میں فرماؤں گی ہی۔" دوسری طرف سے لی مے نے غالباً دانت پیس کر کہا۔" مجھے بتائے بغیر تم لوگ پاکستان چلے گئے ہو۔"

" کیا شہ نور نے بتایا نہیں تھا۔" رومی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"واہ۔۔۔کتنے معصوم بن رہے ہو رومی۔شہ نور یہاں سے اکیلی گئی تھی اور بتا کر گئی تھی۔لیکن اس کے پیچھے تم دونوں بدمعاش چوری چھپے گئے ہو۔کیا میں پاکستانی نہیں ہوں مجھے بھی تو جانا تھا پاکستان۔" لی مے کہتے کہتے روہانسی ہو گئی۔

"تم۔۔۔پاکستانی۔۔۔ارے باپ رے۔رومی گڑبڑا گیا۔میں تو آج تک تمہیں چائنیز سمجھتا رہا۔سوری۔"

"سوری کے بچے کیا تمہیں پتا نہیں اردو لچکری زبان ہے؟"لی مے دھاڑی۔

"لشکری۔۔لشکری۔"رومی نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی۔لچکری۔جس میں ہر زبان کے الفاظ شامل ہوتے ہیں وہ زبان۔"لی مے نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ ذکر کہاں سے آ گیا؟ کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔"

" کوزمغز رومی۔جیسے اردو لچکری زبان ہے ایسے پاکستان بھی لچکری ملک ہے جس میں ہر ملک کے لوگ شامل ہیں۔"لی مے نے کہا۔

"اوہ واقعی یہ تو میں نے آج تک سوچا ہی نہیں تھا۔واقعی میں کوزمغز مطلب کوڑھ مغز ہوں یار۔"رومی نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"میرا جانا تم دونوں سے زیادہ ضروری تھا۔"

"تو کیا ہوا اب بھی آ سکتی ہو نو پرابلم۔"

"افسوس تم دونوں کو نہیں پتا میں نے کتنا بڑا سرپرائز رکھا ہوا تھا اور تم دونوں عین وقت پر یہاں سے پاکستان چلے گئے۔" غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد لی مے کا لہجہ بتدریج رونے والا ہو رہا تھا۔

اوہو مجھے کیا پتا تھا اور پتا ہو بھی کیسے سکتا ہے کسی سرپرائز کا۔ مجھے تو یہ بھی نہیں پتا تھا تم پاکستانی چینی ہو۔ رومی نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

لیکن تم فکر نہ کرو۔ لی مے کا لہجہ اچانک بدل گیا۔ سرپرائز کا مزا تو تمہیں چکھنا ہی پڑے گا۔ تم ذرا ویڈیو کال پر آ جاؤ اور دیکھو سرپرائز۔"

"اللہ خیر کوئی بہت بڑی گڑبڑ لگ رہی ہے مجھے۔" رومی ویڈیو کال آن کرتے ہوئے بڑبڑایا۔ ویڈیو آن ہوتے سب سے پہلے لی مے کی تنی ہوئی بھنویں دکھائی دیں اس نے کیمرے کے نزدیک منہ کر کے دانت کٹکٹائے۔ رومی ڈر کر پیچھے ہو گیا اور موبائل واپس میز پر رکھ دیا۔ اب سارے اس کی سکرین دیکھ سکتے تھے۔

اپنا غصہ اور فرسٹریشن دکھانے کے بعد لی مے اچانک مسکرانے

لگی۔" طٰہٰ ذرا قریب آ جاؤ کیونکہ تمہارا سب سے بڑا دوست اس وقت یہاں موجود ہے۔"

لی مے نے "بڑا" پر خاص طور پر زور دیا تو رومی اور طٰہٰ نے حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

لی مے نے باقاعدہ اناؤنسمنٹ کرتے ہوئے کہا۔" چونکہ رومی اور طٰہٰ پاکستان بھاگ گئے ہیں اس لئے ان کا متبادل ضروری تھا تو ملئے مسٹری کو یسٹ کے دو نئے ممبرز سے۔"

"لو بھئی لی مے نے تو ہمیں مسٹری کو یسٹ سے نکال باہر کیا۔" رومی نے منہ بنایا۔

مسٹری کو یسٹ کے نئے ممبر کو دیکھتے ہی ان کے ہوش گم گئے۔ آٹھ فٹ اور دو انچ لمبے سوڈانی دیو نے مسکراتے ہوئے السلام علیکم کہا۔اس کے سفید دانت خوب چمک رہے تھے۔

"عبدو تم!!" طٰہٰ نے حیران ہو کر کہا۔" اوئے سوڈانی دیو تم کینیڈا ابھی پہنچ گئے؟"

"جی مسٹر طٰہٰ تمہاری جان ساری عمر نہیں چھوڑنی میں نے۔" عبدو نے

ہنستے ہوئے کہا۔"اور میرے ساتھ میری باس بھی ہے۔"

"باس!!وہ کون؟"رومی نے حیران ہوکر پوچھا۔

اب عبدو ہٹ گیا اور اس کی بجائے مصری آرٹسٹ کلثوم دکھائی دی۔اس نے اردو میں کہا۔"سب کوداداب۔"یہ سن کر رومی نے سر پکڑ لیا۔"اوہ کلثوم کتنا بڑا سرپرائز ہے لیکن خدا کے لئے لی مے سے اردومت سیکھنا۔یہ لفظ داداب نہیں آداب ہے۔"

کلثوم ہنس پڑی۔"مجھے بھی شک تھا تلفظ پر۔"

"مسٹری کویسٹ میں خوش آمدید مس کلثوم اور عبدو۔"طٰہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

☆☆☆

آسمانی مخلوق

''کک کیا مطلب؟!!'' کئی سیکنڈ گنگ رہنے کے بعد بالآخر وہ ہکلائی۔

''مطلب یہ کہ وہ تمہارے تصورات کی پیداوار نہیں ہیں ان کا وجود سچ مچ Exist کرتا ہے میں نہیں جانتی وہ کیا ہیں لیکن وہ کچھ بھی ہو سکتے ہیں۔'' شہ نور انتہائی سنجیدہ لہجے میں بولی۔

شمع نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔''اوہ میرے خدا اور میں اتنے دنوں سے انہیں خیالی مخلوق سمجھ کر ان کے مشاہدے میں مشغول تھی۔''

''تم یہ سوچو شمع وہ ہیں کیا؟ ان کی حقیقت کیا ہے؟'' شہ نور کا لہجہ حیرت بھرا تھا۔ پھر پوچھنے لگی۔''یہ بتاؤ کتنے دن ہو گئے ہیں اور تم نے ان کو کس مصروفیت میں دیکھا ہے اب تک؟''

''میں ان کو تین ہفتے سے دیکھ رہی ہوں لیکن وہ پچھلے پانچ دن سے مسلسل دکھائی دے رہے ہیں اس سے پہلے کبھی ہوتے تھے کبھی نہیں۔'' شمع نے بتایا۔

شہ نور اب پوری طرح سنجیدہ ہو چکی تھی اس نے کرید کرید کر ایک ایک بات شمع سے پوچھی پھر کہنے لگی ''اچھا شمع.....آج کی رات میں چھت پر ہی گزاروں گی...تم سو جاؤ۔''

''نہیں شہ نور اوپر مت جاؤ پتا نہیں کیوں مجھے سخت ڈر لگ رہا ہے۔'' شمع نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو شہ نور کی ہنسی نکل گئی۔

''اور یہ جو تم اتنے دنوں سے ان کا مشاہدہ کر رہی ہو اس وقت ڈر کیوں نہیں لگا؟''

''پتا نہیں کیوں شہ نور لیکن وہ سائے ہیں بڑے مہربان سے مجھے ان سے کبھی ڈر محسوس نہیں ہوا لیکن اب میں ان سے ڈر رہی ہوں کیونکہ پہلے تو وہ میرے خیال کے باسی تھے لیکن اب وہ ایک حقیقت ہیں۔'' شمع کا لہجہ سہما ہوا تھا۔

شہ نور کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ ''تم کافی گھبرا گئی ہو شمع میرا خیال ہے کہ

تمہیں آرام کرنا چاہیے چلو سو جائیں اس مسئلے پر اب کل سوچیں گے۔“

”ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔“ شمع نے منمناتی آواز میں کہا۔

☆☆☆

ایلین کا مذہب

کھانے کے بعد رومی نے سارہ سے کہا کہ بچوں کو سونے کے لئے بھیج دے۔ یہ سن کر سرمد بے چین ہو گیا تھا لیکن اپنی مام کے آگے بولنے کی جرات نہ کر سکا۔ سارہ نے نگینہ کو بھی بھیج دیا اور سرمد کو لے کر چلی گئی۔

رومی اور طٰہٰ دونوں چھت پر آ گئے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے طٰہٰ بچے جو کہانی سنا رہے ہیں کہاں تک درست ہو سکتی ہے۔"

"مکمل طور پر درست بھی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے بچوں کی ذہنی اختراع ہو۔" طٰہٰ نے جواب دیا۔

"میرا وجدان کہتا ہے کوئی گڑ بڑ ضرور ہے۔" رومی نے کہا۔ "اور بہت جلد کوئی

سنسنی خیز معاملہ پیش آنے والا ہے۔"

"خیر دیکھ لیتے ہیں کیا معاملہ ہے۔" طٰہٰ نے لانگ چیئر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔" مجھے ویسے بھی آسمان کا نظارہ بہت پرکشش لگتا ہے۔بس چلے تو آسمان کو ہی دیکھتا رہوں۔"

"دیکھتے رہو پھر آج تمہیں رات چھت پر ہی گزارنی ہے۔" رومی نے ہنستے ہوئے کہا۔" خبردار اگر کمرے میں جانے کا نام بھی لیا۔"

" کمرے میں کیا رکھا ہے یہاں زیادہ سکون ہے۔" طٰہٰ نے مزے سے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا اور ایلین اٹھا کر لے جائیں گے تمہیں۔" رومی نے کہا۔

" کون سا ایلین وہی جو فلم میں تھا جس کی رال ٹپک رہی ہوتی ہے۔اف کتنا گندا تھا وہ۔" طٰہٰ نے منہ بنایا۔

" کیا پتا ایلین مہذب لوگ ہوں۔" رومی نے کہا۔" آخر اتنے ترقی یافتہ ہیں تو انہیں غیر مہذب تو نہیں ہونا چاہیئے۔"

طٰہٰ اچانک سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔" ایک سوال ہے ڈاکٹر صاحب۔کسی

بھی دوسری مخلوق کے مہذب ہونے کا انحصار کس بات پر ہے؟"

"ہمارا کس پر ہے؟" رومی نے الٹا سوال کر دیا۔

"ہم۔۔۔" طٰہٰ سوچ میں پڑ گیا۔" تاریخ بتاتی ہے انسان ہمیشہ سے ایک خوفزدہ مخلوق ہے وہ ہر اس چیز کی پرستش کرتا آیا ہے جس سے خوف محسوس ہو۔یعنی انسان ایسی مخلوق ہے جو طاقت کی پجاری ہے۔اسی حساب سے اس کے سارے قوانین وحشت خیز رہے ہیں۔آج بھی اتنی سائنسی ترقی کے باوجود نہ تو انسان کے اندر نرمی آ سکی ہے نہ تہذیب۔وہ آج بھی یہی سمجھتا ہے دوسری قوموں کو مغلوب کر کے ان کے وسائل پر قبضہ جما کر خوشحال ہو جائے گا۔وہ ان آسمانی مذاہب کو بھول جاتا ہے جنہوں نے وحشت و بربریت پر مبنی معاشروں میں روشنی پھیلائی انہیں انسانیت سکھائی۔"

"واہ بہت خوب۔" رومی نے خوش ہو کر کہا۔"میں تو تمہیں فقط جوکر ہی سمجھ رہا تھا۔دراصل الہامی مذاہب کے بغیر انسان کے پاس معاشرتی تنظیم کے قوانین تک موجود نہ تھے۔خاندانی نظام کے خدوخال مذاہب نے وضع کیئے۔اب تم قدیم یونانی فلاسفرز کی مثال

نہ لے آنا ان کے پاس بھی قدیم الہامی مذاہب کی روشنی موجود تھی۔سقراط بھی خدائے واحد کا قائل تھا۔"

"لیکن مذاہب کوئی تبدیلی کیوں نہ لا سکے ؟ "طٰہ نے اعتراض کیا۔"قدیم مذاہب کے تسلسل میں اسلام کے بعد بھی وہی بادشاہت اور مارا ماری جاری رہی۔"

"اس میں قصور مذاہب کا نہیں انسان کا اپنا ہے۔کبھی بھی ایک حقیقی مذہبی معاشرہ دنیا میں قائم نہ ہو سکا۔ہاں مذاہب سے انسپائریشن لے کر کچھ بہتر معاشرے ضرور وجود میں آ گئے جیسے یورپ کے کئی ممالک نے حضرت عمرؓ کے اسلامی قوانین کے ماتحت بہترین پارلیمانی نظام اور انصاف پر مبنی معاشرے قائم کر لئے۔خلفائے راشدین کا زمانہ حقیقی اسلامی ریاست پر مبنی تھا جس کے پوری دنیا پر اثرات مرتب ہوئے اسلام پوری دنیا میں پھیل گیا لیکن محض مذہب پھیلنا کافی نہیں بلکہ وہ مذہب اپنی اصل حقیقت کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر رائج ہونا بھی لازم ہے اس کے بغیر مذہب تعصب اور خونریزی کی ایک اندھی تلوار ہے جو ساری انسانیت کی

گردن کاٹ سکتی ہے۔"

"ہمم۔۔۔اور اب دوسری مخلوق کے بارے کیا رائے ہے وہ مہذب ہوسکتی ہے یا نہیں؟" طٰہ نے پوچھا۔

"اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ ان کے پاس کوئی الہامی تعلیمات موجود ہیں یا نہیں۔" رومی نے کہا۔ "اگر وہ کسی مذہب کے ماننے والے ہیں تو پھر ان میں ہماری طرح ہر قسم کے افراد ہوں گے۔ مذہب پر عمل کرنے والے لازماً نرم خو اور معتدل ہوں گے۔ انہیں آخرت کی فکر مہذب بننے پر مجبور کردے گی لیکن اگر وہ صرف سائنسی طور پر ترقی یافتہ ہیں تو عین ممکن ہے ان کے جسم پر لباس بھی نہ ہو۔ یاد رکھنا ستر پوشی مذاہب نے رائج کی ہے۔ ہاں یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ سائنسی ترقی مذاہب کے بغیر بھی ممکن ہے۔"

"تو کلیہ یہ بنا اگر ایلین لباس میں ملبوس اور نرم گفتار دکھائی دیں تو مطلب ہے وہ کسی الہامی مذہب پر ایمان رکھنے والے ہیں یعنی ان کے ہاں اللہ کا تصور کسی نہ کسی صورت موجود ہے۔" طٰہ نے کہا۔

"ہاں بالکل صحیح۔" رومی نے جواب دیا جو دوسری چیئر پر دراز ہو گیا

تھا۔ "لباس مذہبی ہونے کی سب سے بڑی علامت ہے۔"

پتا نہیں سفر کی تھکان تھی یا کیا لیکن کچھ ہی دیر بعد دونوں سو گئے تھے۔

دوبارہ اس وقت جاگے جب سرمد انہیں جھنجوڑ رہا تھا۔ "اٹھیں انکل دیکھیں وہ آ گئے آسمان والے۔۔۔"

☆☆☆

طویل قامت سایہ

شہ نور خاموش پچھلے ایک گھنٹے سے لیٹی ہوئی تھی لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اسے فقط شمع کے سو جانے کا انتظار تھا۔شمع باتیں کرتے کرتے بالآخر سو گئی تھی شہ نور بہ آہستگی بیڈ سے نیچے اتری اور فرش پر کھڑے ہو کر شمع کی طرف غور سے دیکھا کوئی ہل جل نہ پا کر وہ دبے پاؤں کمرے سے نکلی اور سیڑھیوں کا رخ کیا۔

چھت سنسان اور آسمان بارونق تھا لیکن جس چیز کو شہ نور دیکھنا چاہتی تھی وہ موجود نہ تھی کچھ دیر تک نظریں دوڑانے کے بعد شہ نور تھکے تھکے انداز میں آرام کرسی پر دراز ہو گئی جھلملاتے تاروں کو دیکھتے ہوئے اسے یو ایف اوز UFO's سے متعلقہ ساری کہانیاں اور فلمیں ایک ایک کر کے یاد آنے لگیں ہالی ووڈ کی بنائی فلموں میں بالعموم کراہیت انگیز خلائی مخلوق دکھائی جاتی ہے....اس نے سوچا لوگ اجنبی

مخلوق سے متعلق ہمیشہ خوفزدہ ہو کر سوچتے ہیں اس لئے ان کو ڈراؤنی بلائیں ہی سوجھتی ہیں حالانکہ وہ مہذب لوگ بھی تو ہو سکتے ہیں۔

وہ تاروں بھری نیلی چھتری کو گھورتے ہوئے یہی سب کچھ سوچ رہی تھی کہ اچانک اس کے حساس کان کھڑے ہو گئے وہ چوکنا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی دبے پاؤں سیڑھیوں کے دروازے کی طرف بڑھی اور دروازے کی اوٹ میں ہو کر سیڑھیوں کی طرف کان لگا دیئے۔کوئی بلی کی طرح سیڑھیوں پر چلتا آ رہا تھا۔

جیسے ہی اس نے دروازے سے باہر قدم نکالا شہ نور دبوچنے کے ارادے سے آگے بڑھتے بڑھتے رک گئی ایک ہلکی سی چیخ کے ساتھ بوکھلائی ہوئی شمع اس کے سامنے تھی شہ نور نے پیار سے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ ”تو تم بھی سوئی نہیں ہو۔“

”اف شہ نور تم نے تو میری جان ہی نکال دی۔“ شمع کے تنے ہوئے اعصاب بحال ہونے لگے۔

”چلو اب تم آ ہی گئی ہو تو آؤ مل کر ہم دونوں سائیوں کا انتظار کرتی ہیں۔“ شہ نور نے تجویز پیش کی اور دونوں ساتھ ساتھ بچھی لانگ

چیئرز پر دراز ہو گئیں۔ ”کیا تم نے کبھی انہیں رات گئے بھی دیکھا ہے یا وہ صرف شام کے وقت ہی دکھائی دیتے ہیں؟“

”میں نے ہمیشہ انہیں شام کے وقت ہی دیکھا ہے لیکن اندھیرا گہرا ہوتے ہی وہ غائب ہو جاتے تو میں بھی نیچے چلی جاتی تھی سچ تو یہ ہے کہ میں نے انہیں کبھی رات ڈھلنے کے بعد دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔“ شمع نے بتایا۔

”پھر تو وہ شائد ہمیں اب دکھائی نہ دیں۔“ شہ نور نے مایوسی سے کہا۔

”ہاں وہ سورج ڈوبنے کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں اور سورج غروب ہونے کے بعد بتدریج وہ بھی غائب ہو جاتے ہیں۔“ شمع نے سوچتے ہوئے کہا۔ ”میں مغرب کی نماز چھت پر ہی پڑھتی ہوں نماز کے بعد جب آسمان کی طرف کچھ دیر دیکھتی رہتی تو وہ دکھائی دینا شروع ہو جاتے میں نے انہیں اپنے مراقبے کی واردات سمجھ رکھا تھا۔“

”یہ سب کچھ ناقابلِ یقین ہے شمع.... لیکن ہم اسے ماننے پر مجبور ہیں کیونکہ یہ ہمارے مشاہدے میں ہے۔“ شہ نور نے کہا۔

وہ دونوں ان پر اسرار سایوں کی باتیں کرتی رہیں اور اسی دوران نہ

جانے کب ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ کرسیوں پر ہی سو گئیں لیکن کچھ ہی دیر کی نیند کے بعد اچانک شہ نور کی آنکھ کھل گئی تھی کسی نے اس کے چہرے پر لائٹ ڈالی تھی اس کا ٹرینڈ ذہن فوراً پوری طرح بیدار ہو گیا اور وہ سوچنے لگی کہ اس کے چہرے پر تیز لائٹ کس نے ڈالی ہے اسے زیادہ سوچنے کی ضرورت نہ پڑی کیونکہ سامنے ہی آسمان پر وہ کھڑکی پھر موجود تھی وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی اب اس کھڑکی یا سکرین کا منظر بدلا ہوا تھا وہاں چار پانچ سایوں کی بجائے ایک ہی سایہ دکھائی دے رہا تھا اس کے جسم پر ایک لمبا لبادہ جھول رہا تھا اور اس کی مخروطی ٹوپی لبادے کے ساتھ ہی جڑی ہوئی تھی اس نے اپنی لمبی آستینوں والا ہاتھ بڑھایا اور یوں اشارہ کیا جیسے بلا رہا ہو ساتھ ہی شہ نور کو احساس ہوا جیسے وہ کھڑکی اس کے بہت قریب آ گئی ہے اتنی قریب کہ وہ سایہ اب اس کے سامنے ہی کھڑا تھا گویا اور اب وہ اس کمرے کا اندرونی منظر دیکھ سکتی تھی جس میں وہ سایہ کھڑا ہوا تھا وہ کمرہ سرخ رنگ میں رنگا ہوا تھا اسے یہ بھی اندازہ ہوا کہ وہ سایہ بے حد غیر معمولی طور پر لمبا ہے

ایک عجیب سی مہک شہ نور کے نتھنوں تک پہنچی تھی یہ ایک ایسی خوشبو تھی جسے سونگھتے ہی لمبے سانس لینے کو جی چاہنے لگتا تھا لیکن اس خوشبو کو سونگھتے ہی شہ نور کو کچھ ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے!

☆☆☆

پراسرار لڑکی

سب سے پہلے طٰہ کی آنکھ کھلی تھی کیونکہ سرمد تقریباً اس کے سینے پر سوار تھا۔ پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہ آئی پھر بوکھلا کر بولا۔ "ارے سرمد تم کیا کر رہے ہو یہاں؟"

" آسمان پر دیکھیں تو سہی۔" سرمد چلایا۔

طٰہ نے آسمان پر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ واقعی ایک کھڑکی جیسی سکرین روشن تھی۔ ایک کمرے کا منظر تھا۔ جس میں ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ اس کے جسم پر سفید ٹائٹ لباس تھا۔

ان کی طرف دیکھ کر وہ شائد مسکرا رہی تھی۔ طٰہ واضح طور پر اس کا چہرہ نہ دیکھ پا رہا تھا۔ لڑکی نے اشارے سے اسے اپنی طرف بلایا۔ اب طٰہ کو احساس ہوا لڑکی آسمان پر نہیں عین اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی ہے۔

طٰہ گویا ہپناٹائز ہو چکا تھا وہ خود بخود چلتا ہوا لڑکی کے پاس پہنچ گیا۔ سرمد بھی اس کا ہاتھ پکڑے ساتھ تھا اور اس کی بھی طٰہ جیسی

کیفیت تھی۔

اسی وقت طٰہٰ کا بازو پکڑ کر کسی نے اپنی طرف کھینچا تھا۔طٰہٰ نے مڑ کر دیکھا یہ رومی تھا۔

لڑکی کے لب ہلے اور ان تینوں نے سنا وہ کہہ رہی تھی"۔گھبرائیں نہیں آپ چاروں میرے ساتھ آجائیں۔"

چاروں۔رومی نے حیرانی سے دہرایا۔اسی وقت چھت کے ایک اندھیرے گوشے سے نکل کر کوئی ان کے پاس آن کھڑا ہوا!!

☆☆☆

انوکھی اڑان

شہ نور کی آنکھ دوبارہ کھلی تو اس نے خود کو بستر پر لیٹا ہوا پایا اس کے ذہن پر ابھی تک وہ مسحور کر دینے والی خوشبو چھائی ہوئی تھی لیکن جلد ہی اسے یاد آ گیا کہ وہ چھت پر کھڑی تھی اور آسمان والی کھڑکی اس کے بے حد قریب آ گئی تھی اور وہ عجیب خوشبو؟؟ وہ تڑپ کر اٹھنا چاہتی تھی لیکن اٹھنا ممکن نہ تھا۔ یہ کیا!!اس کا سارا جسم یوں اکڑا ہوا تھا جیسے پتھر کا بنا ہوا ہو!وہ ہلنے جلنے کے بالکل ناقابل تھی اگرچہ اسے اپنے جسم کی موجودگی محسوس ہو رہی تھی لیکن گردن تک موڑنے کا اختیار نہ تھا البتہ وہ اس چھت دیکھ سکتی تھی جو مختلف رنگوں سے منقش تھی ۔اسے وہ طویل قامت سایہ یاد آیا......وہ انسان تو ہرگز نہ ہوسکتا تھا اور وہ کھڑکی ....وہ تیزی سے سارے واقعات کو اپنے ذہن میں دہرا رہی تھی.....جلد از جلد کسی نتیجے پر پہنچنے کے لئے۔لیکن وہ اس کے

سوا کچھ نہ سوچ سکی کہ وہ سایہ کسی دوسری زمین کی مخلوق تھی اور وہ کھڑکی اس کی دنیا کا راستہ تھا اور اب شائد وہ خود بھی اسی دوسری دنیا میں ہی تھی!

یہی سب سوچتے سوچتے اچانک اسے بستر کے نیچے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا، بستر ہل رہا تھا اس کا پتھرایا ہوا بدن اس حرکت کو محسوس کر سکتا تھا۔

شہ نور اپنی زندگی میں کبھی خوفزدہ نہ ہوئی تھی وہ اپنے دوسو سال قدیم مارشل آرٹس سکول کے دس تاریخی طلبا میں سے ایک تھی جن کے نام پتھر کی سل پر کندہ کیئے گئے تھے اس کے چینی استاد لوہان نے اسے سکھایا تھا خوف کنٹرول میں ہو تو احتیاط ہے لیکن حاوی آجائے تو شکست کے سوا کچھ نہیں انسان جس چیز سے خوفزدہ ہو جائے اس سے ہار جاتا ہے اور کوئی چیز باہر سے خوفزدہ نہیں کر سکتی اگر خوف انسان کے اپنے اندر نہ چھپا ہو تو گویا انسان ہرایا نہیں جا سکتا اگر وہ خود ہار نہ جائے تو.....!

لیکن آج شہ نور خوف محسوس کر رہی تھی اس نے فوراً ہی اپنے اندر جھانک کر محاسبہ کیا ..... یہ شکست کا خوف ہے یا شائد

احساسِ بے بسی کی پیداوار!!

بستر اب بری طرح ہل رہا تھا اور پھر شہ نور کو ایسا محسوس ہوا جیسے بستر اوپر ہی اوپر اٹھ رہا ہو منقش چھت اب غائب تھی اور اس کی بجائے صاف فضا اس کے سامنے تھی شہ نور نے دیکھا نیلے شفاف آسمان کے نیچے وہ اڑتی چلی جا رہی ہے!!

☆☆☆

وہ سب غائب ہو گئے

یہ سارہ تھی جو نہ جانے کب چھت پر پہنچ چکی تھی۔ وہ آگے بڑھی۔ " نہیں ہم میں سے کوئی بھی نہیں جائے گا۔ " وہ سخت لہجے میں بولی۔

" فیصلے کا وقت گزر چکا ہے سارہ۔ " لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ان چاروں نے اب غور کیا وہ اپنے چھت پر نہیں بلکہ اسی کمرے میں تھے جس میں کچھ ہی دیر قبل انہوں نے لڑکی کو دیکھا تھا۔

" اینا تم ہمیں کیوں لے آئی ہو یہاں۔ " سارہ جھنجلا کر بولی۔ اس نے سرمد کو اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

" یہ ضروری تھا سارہ۔ کیا تم شہ نور کو بچانا نہیں چاہتی ہو؟ "

" کیا ہوا شہ نور کو۔؟ " سارہ نے بے ساختہ پوچھا۔

" وہ اس وقت کسی کے قبضے میں ہے۔ " اینا نے جواب دیا۔

"کس کے قبضے میں؟ یہ کیا ماجرا ہے سارہ؟ کیا تم اس لڑکی کو جانتی ہو۔ہم کہاں ہیں اس وقت؟" رومی سے اب برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"رومی میں کچھ نہیں جانتی سوائے اس کے کہ اینا میری دوست ہے کئی مشکل معاملات میں یہ مجھے گائیڈ کرنے میرے پاس آجاتی ہے لیکن اس نے آج تک نہیں بتایا یہ ہے کون کہاں سے آتی ہے۔ مجھے اور کچھ معلوم نہیں لیکن یہ ایک اڑن طشتری میں گھومتی پھرتی رہتی ہے باقی خود ہی سوچ لو یہ کیا کچھ ہوسکتی ہے۔" سارہ نے کہا۔

اب وہ سب حیران نظروں سے اینا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ان کی آنکھوں میں سوالات ہی سوالات تھے۔

"میں بہرحال کوئی جن بھوت نہیں ہوں۔" اینا مسکرائی۔"بس میرے پاس کچھ ٹیکنالوجی ہے جو آپ کی سمجھ سے فی الحال باہر ہے۔اگر آپ لوگ اپنی دوست شہ نور کو بچانا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ چلیں۔"

"وہ تو اب جانا ہی پڑے گا۔آ جو گئے ہیں۔" سارہ نے منہ بنایا۔

وہ سب ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔اینا دیوار کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔اس نے دیوار پر لگا ایک بٹن دبایا تو دیوار کا ایک حصہ

سکرین کی مانند روشن ہو گیا۔اب وہ کچھ مناظر دیکھ سکتے تھے۔اینا بولی ۔" شہ نور کے جسم میں ایک چِپ موجود ہے جس کا اسے علم نہیں۔وہ اس دوسری مخلوق نے اس کے جسم میں فٹ کی تھی!!"

یہ سن کر وہ چاروں سکتے کی کیفیت میں ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے تھے۔

☆☆☆

دروازے کے بغیر کمرہ

آنکھ کھلنے پر شمع نے خود کو ایک خوبصورت بستر پر لیٹے ہوئے پایا کچھ دیر تک تو اسے کچھ سمجھ نہ آئی وہ کہاں ہے اور کیوں ہے۔ پھر ایک ایک کر کے اسے گزرے واقعات یاد آنے لگے وہ اور شہ نور دونوں چھت پر ہی سو گئیں تھیں اور اس کے بعد اس کی آنکھ اب کھلی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ یہ میں کہاں آ گئی....؟ شہ نور کہاں ہے؟ وہ اپنے آپ سے سوال کرتی چلی گئی لیکن اس کے پاس اپنے کسی بھی سوال کا کوئی جواب نہ تھا وہ بستر سے نیچے اتری بلکہ اسے باہر نکلنا پڑا کیونکہ بستر پر سفید جالی دار پردہ محیط تھا اب اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا وسیع و عریض کمرہ نہایت خوبصورتی سے سجا تھا لیکن عجیب و غریب بات یہ تھی کہ کمرے کا کوئی دروازہ کھڑکی وغیرہ دکھائی نہ دے رہا تھا روشنی چھت سے پھوٹ رہی تھی شمع نے خوب اچھی طرح

تمام دیواروں کا جائزہ لیا جو بہت باریک بینی سے منقش تھیں لیکن کسی دروازے کا سراغ نہ پاسکی۔ تھک کر وہ اس قدیم طرز کی کرسی پر بیٹھ گئی جو مسہری کے قریب ہی رکھی تھی۔ اچانک کمرے میں پھیلی لائٹ قدرے مدھم ہوگئی شمع نے گھبرا کر سامنے دیکھا ایک طویل قامت سایہ مسہری کے قریب کھڑا تھا نہ جانے وہ کس وقت اور کہاں سے کمرے میں داخل ہوا تھا!!

☆☆☆

بیرونِ جسم پرواز oobe

شہ نور کی جگہ کوئی دوسری لڑکی ہوتی تو اس کا خوف کے مارے دم نکل جاتا لیکن وہ شہ نور تھی بچپن سے اس نے ڈرانا ہی سیکھا تھا ڈرنا نہیں بستر کافی دیر تک تو سیدھا ہی اڑتا چلا گیا پھر دفعتاً ڈولنے لگا جیسے الٹنے لگا ہو یہ محسوس کر کے شہ نور کا دم اچھل کر حلق میں آ گیا اور خوف کے معنی کسی قدر اس پر آشکار ہو گئے۔

اسے شمع کی والدہ کی نصیحت یاد آئی کہ انسان کو کبھی اپنے بارے میں خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہیئے لیکن وہ ہو چکی تھی نہ وہ دوبارہ چھت پر چڑھتی اور نہ ہی اس مصیبت میں پھنستی اسے خیال آیا کہ آنٹی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ انسان کو اپنی صلاحیتوں کی بجائے اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیئے اس نے سوچا اب تو اللہ ہی کی ذات ہے جو اس مصیبت سے جان چھڑائے اس خیال کے ساتھ ہی شہ نور کی یہ

مصیبت واقعی ختم ہوگئی کیونکہ بستر بالکل ہی الٹ گیا تھا!

لیکن یہ کیا!! بستر الٹنے کے باوجود وہ گری نہ تھی بدستور بستر پر ہی لیٹی تھی لیکن اب وہ آسمان کی بجائے زمین کو دیکھ رہی تھی وہ ایک وسیع وادی پر سے گزر رہی تھی جس میں درخت کھیت ندیاں اور بستیاں کھلونوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے کچھ دیر بعد وہ زمین سے کافی قریب ہوگئی اب وہ باآسانی ایک بستی میں چلتے پھرتے لوگوں کو دیکھ سکتی تھی بستی کے لوگ بے حد دراز قامت تھے بچے ادھر ادھر کھیلتے پھر رہے تھے لیکن جانے کیوں انہیں دیکھ کر شہ نور کو کچھ عجیب سا احساس ہوا۔ بستر کی سپیڈ اب ازحد تیز ہو رہی تھی حتیٰ کہ شہ نور کا سر چکرانے لگا اور اس پر غشی طاری ہونے لگی اسی کیفیت میں اسے احساس ہوا جیسے وہ پھر نیچے اتر رہی ہے نیم بیدار ذہن کے ساتھ وہ خود کو اپنے گھر کے بیڈروم میں ہی سمجھ رہی تھی کچھ دیر کے لئے ذہن بالکل خالی ہوگیا تھا کوئی خیال نہ تصور فقط تنہائی سائیں سائیں کر رہی تھی جسم یوں ہلکا پھلکا تھا جیسے پانی کے اندر ہو اب اس کے دماغ سے ایک تیز زوں زوں جیسی آواز پھوٹنے لگی زوں کی آواز دماغ سے نکل کر

پورے جسم میں دوڑنے لگی یہ بجلی کے کرنٹ کی مانند تھی تمام رگ و پے میں وائبریشن جیسی کیفیت زناٹے دار تھی۔ وہ اس کیفیت سے آشنا تھی۔ سمجھ گئی اس کی روحانی پرواز شروع ہونے والی ہے۔اچانک ایک زوردار پٹاخہ چھوٹا جس کا اثر شہ نور نے اپنے رگ و پے میں میں محسوس کیا جیسے جسم کے ایک ایک ریشے نے اسے سنا ہواب شہ نور اپنے بدن سے باہر ایک ایسی سپیڈ کے ساتھ جسے ماپنے کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا جا سکتا خلاء میں رواں دواں تھی اس نے لاکھوں رنگ برنگ روشنیاں اطراف سے گزرتے دیکھیں جو سپیڈ کے باعث لکیروں کی صورت اختیار کر جاتی تھیں وہ خلاء سے گزر رہی تھی ان گنت اڑن طشتریاں غول کی صورت جاتے دیکھ کر وہ چونکی تھی اور پھر جلد ہی اس نے خلا کے بیچ خود کو یوں معلق پایا جیسے وہ کوئی ستارہ ہواس کے سامنے کسی نبیولا کا منظر تھا یہ جگہ ایک ابدی سکون سے لبریز تھی ایک ازلی قدیم مٹھاس جس نے شہ نور کو مدہوش کر دیا وہ بستر پر لیٹے ہوئے گردن سے کچھ نیچے منسلک ایک دھویں دار شعاع کو بھی دیکھ رہی تھی اور اس کے دوسرے سرے پر خلا میں

معلق اپنے روحانی جسم کے ذریعے نبیولا کا مشاہدہ بھی کر رہی تھی نبیولا رنگ ونور کے ایسے مجموعے کی مانند تھا جس کو دیکھنے کے لئے بہت ہی مضبوط کلیجے کی ضرورت تھی کیونکہ وہ اپنے سائز میں ستاروں سے کروڑ ہا گنا بڑا تھا دراصل یہ گیسز کا وہ غبار تھا جس کے معمولی ذرات کہکشائیں تخلیق کر سکتے ہیں۔شہ نور محسوس کر رہی تھی وہ صدیوں سے یہیں مقیم ہے اس کا جسم جو ایک لائٹ کی مانند تھا ایک دمکتے ستارے کے سوا اور کچھ نہیں اب اسے پتا چلا ستاروں کی زندگی کس قدر سکون سے بھری ہوتی ہے وہ چپ چاپ معلق حالت میں روشن خلاء کا عجائب خانہ دیکھے جا رہی تھی یہ ایسا مشاہدہ تھا جو صدیوں تک بھی جاری رہتا تو وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا یہاں وقت گزرنے کی بجائے ایک عجیب دوستانہ طور گلے میں حمائل تھا بیتنے کا کوئی دستور یہاں رائج نہ تھا!! چمکدار روشنیوں کا ایک غول اس سے کچھ فاصلے پر موجود تھا یہ ننھی روشنیاں ایک عجیب خوش کن احساس دلا رہی تھیں ان میں عجیب وغریب رفتار اور حرکت پائی جاتی تھی ایک روشنی پلک جھپکنے میں اس کے بالکل قریب آ گئی شہ

نور اسے اپنی آنکھ کے اندر گھستا محسوس کر سکتی تھی ایسا لگتا تھا اس نے بغور اسے دیکھا ہے اور فوراً ہی یہ لطیف روشنی دور چلی گئی یہ حرکت کئی بار دہرائی گئی انداز تیز رفتار مچھلی کا سا تھا شہ نور پر ایک نشے کی کیفیت طاری تھی یہ سب کچھ بچپن کے کسی بھولے ہوئے خواب کے یاد آنے جیسا تھا کوئی ایسا خواب جو صدیوں پرانے کسی بچپن کا حصہ تھا وہ نیولا کے عظیم الشان منظر میں کھو گئی تھی اتنا عظیم الشان منظر اس نے کہیں نہیں دیکھا تھا اللہ کی کائنات میں بھانت بھانت کی مخلوق کس قدر زیادہ موجود ہے اس کا قدرے اندازہ اب ہو رہا تھا زمین کی تو اتنی بڑی کائنات میں سرے سے کوئی اوقات ہی نہ تھی۔

اس کے احساسات دو جگہ منقسم تھے لیکن اس باعث اسے کسی قسم کی کوئی الجھن محسوس نہ ہو رہی تھی وہ ذرا سی توجہ دینے پر خود کو بستر پر بھی محسوس کر سکتی تھی گرچہ دونوں موجودگیوں کے بیچ عظیم تر خلاء حائل تھا سینے سے برآمد ہوتی ہوئی دھوئیں دار شعاع کے دونوں سروں پر وہ خود ہی تھی!!

☆☆☆

طیمانس

شمع کے مساموں سے ٹھنڈا پسینہ نکل رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کہاں پھنس گئی ہے۔

''بیٹھو شمع۔'' ایک نرم میٹھی سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو آپ کی مرضی کے بغیر یہاں اٹھا لایا ہوں لیکن یقین مانیں آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے گی۔''

''ک ک کون ہیں آپ اور مجھے کیوں یہاں لائے ہیں؟'' شمع کی آواز میں لرزش تھی۔

''آپ پہلے بیٹھ جائیں تو پھر اطمینان سے بات ہو۔'' سایہ اپنی

بات پر مصر تھا۔شمع جھجکتے ہوئے واپس کرسی پر بیٹھ گئی تو سایہ دوبارہ گویا ہوا۔"میرا نام طیمانس ہے شمع یقین رکھو میں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتا نہ ہی میں کوئی جاہل گنوار ہوں ایک سائنسدان ہوں ....تہذیب آشنا ہوں بس ایک چھوٹا سا فرق ہے ....میں آپ کی دنیا کا نہیں ہوں!

"کیا مطلب..!!"شمع بری طرح چونکی۔اس کے بدترین خدشات اب یقین کی سطح پر پہنچ رہے تھے۔

طویل قامت سایہ تھوڑا سا آگے ہوا تو کسی حد تک اس کا چہرہ دکھائی دینے لگا شمع کو یہ دیکھ کر قدرے حوصلہ ہوا کہ اس کی شکل انسانوں جیسی ہی تھی وہ ایک خوبصورت نوجوان تھا اس کے بالوں کا سٹائل اور ٹھوڑی پر بالوں کی ایک مختصر سی عمودی لائن غماز تھی کہ وہ فیشن ایبل بھی ہے البتہ اس کی آنکھیں غیر معمولی تھیں یوں لگتا تھا جیسے خون میں ڈوبی ہوں شمع کو لگا اس کی آنکھیں کسی بیماری سے لال ہو رہی ہیں۔

"کیا آپ سنجیدہ ہیں۔"شمع نے دھڑکتے دل سے کہا۔"میری دنیا کا نہ ہونے کا کیا مطلب ہوا؟"

طیمانس کسی کشمکش کا شکار معلوم ہو رہا تھا۔ ''جیسا بھی آپ سمجھ لیں لیکن ہماری دنیا الگ ہے۔'' وہ بات کرتے ہوئے ٹہلنے لگا کسی نامعلوم بے چینی نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔

''آپ مذاق کر رہے ہیں اور یہ بہت ہی سنگین مذاق ہے آپ نے مجھے اغوا کیا ہے اس سے زیادہ بدترین اخلاقی گراوٹ کیا ہوگی اور پھر بھی آپ خود کو مہذب سمجھتے ہیں!''

طویل قامت دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا اسے شدید ٹھیس پہنچی ہے قدرے بجھے بجھے لہجے میں اس نے کہا تھا۔ ''میں بے حد معذرت خواہ ہوں لیکن.....!'' وہ یکلخت خاموش ہو گیا تھا۔

شمع بھی قدرے سٹپٹا چکی تھی اجنبی نوجوان کا رویہ بے حد غیر معمولی تھا وہ پوچھتے ہوئے ہچکچا رہی تھی پھر کہنے لگی۔ ''بات ہے تو ہنسی والی لیکن پوچھنا پڑے گی......'' وہ رکی تو طیمانس مڑ کر استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

''کیا آپ جنات میں سے ہیں؟''

طیمانس مسکرایا۔اس کے دانت بے حد سفید اور چمکیلے تھے۔جنات تو غیبی مخلوق کو کہتے ہیں اور غیبی مخلوق آپ لوگ اس کو کہتے ہیں جن سے آپ کا تعارف نہ ہوا اور ایسی بے شمار مخلوقات موجود ہیں کائنات میں۔“

”آپ لگتے تو بہت زیادہ سمجھدار ہیں لیکن مجھے یہاں لانے کا کیا مقصد ہے آخر؟“شمع نے آخر وہ سوال کر لیا جس کے جواب میں اس کے مستقبل کا نقشہ واضح ہونا تھا۔

طیمانس ایک بار پھر کچھ دیر کے لئے خاموش ہو کر رہ گیا پھر آہستہ آہستہ بولنا شروع ہوا۔”بات دراصل یہ ہے کہ میرے والد ایک سائنسدان ہیں کبھی کبھی میں بھی ان کے پاس ان کی لیبارٹری میں چلا جاتا ہوں کانفرنس روم میں تم جن لوگوں کو دیکھتی رہی ہو وہ سب سائنسدان ہیں انہی میں میرے والد بھی شامل ہیں۔وہ ایک خاص قسم کا پروجیکشن ہے جو تم آسمان میں دیکھتی رہتی ہو تمہیں حیران نہ ہوتے پا کر میرے والد اور دوسرے بڑوں نے ایک معمول بنا لیا کہ تمہیں وہ پروجیکشن دکھایا جاتا رہے ان کے لئے یہ ایک دلچسپ بات تھی۔“طیمانس کچھ دیر کے لئے رک کر پھر کچھ سوچنے لگا۔شمع خاموشی

سے اس کے بولنے کی منتظر رہی، چاہے وہ سچا تھا یا جھوٹا لیکن اس کی بہتری اسی میں تھی کہ گفتگو مہذب ماحول میں جاری رہے وہ کسی قسم کی مخالفت کر کے اس کے بااخلاق رویئے کو بدلنا نہ چاہتی تھی۔

''اچھا تم یہ سمجھ لو کہ سکرین کا وہ منظر ایک جہاز کا اندرونی منظر ہے اس جہاز کے اندر وسیع لیبارٹری قائم ہے ہمارا یہ جہاز دنیا کی فضا میں پھرتا رہتا ہے اور مختلف اقسام کی تحقیقات بھی جاری رہتی ہیں اسے عام انسانی آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا لیکن جب اس میں بیٹھے سائنسدانوں کی مرضی ہوتی ہے تو وہ فضا میں ایک سکرین کی صورت شپ کے اندر کا منظر کہیں بھی دکھا سکتے ہیں۔"

طیمانس نے اب اپنا ایک گھٹنا نیچے ٹیک دیا تھا اور وہ قدیم شہزادوں کے سے سٹائل میں بول رہا تھا۔"میں بھی تمہیں دیکھتا رہا ہوں اور دن بدن میری دلچسپی تم میں بڑھتی چلی گئی لیکن تمہارے میرے بیچ اس قدر فاصلے تھے کہ بات کرنا ممکن نہ تھا سوچ سوچ کر یہ اقدام کیا جو یقیناً غیر مہذب اور گرا ہوا فعل ہے لیکن دل کا حال سنانے کا اور کوئی راستہ نہ تھا میں تمہیں چاہتا ہوں شمع....!"طیمانس یہاں تک کہہ کر

خاموش ہو گیا اور اس نے مجرموں کی طرح اپنا سر جھکا لیا۔
شمع حواس باختہ اس کا منہ دیکھ رہی تھی اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا کسی اجنبی مخلوق کا کوئی فرد اس سے اظہارِ محبت کرے گا۔
"مم.... مگر.. طیمانس یہ کیسے ممکن ہے تم کسی اور دنیا کے فرد ہو اور میں آدم زاد.... جانے کیسے کیسے اختلافات ہوں گے میری تمہاری جسمانی روحانی اور نفسیاتی ساخت میں.... ہمارا بھلا کیا میل؟" شمع نے ہکلاتے ہوئے کہا۔
"ہاں یہ تو ہے لیکن تم غلط سمجھ رہی ہو ہم بھی اللہ ہی کی مخلوق ہیں جیسے انسان لیکن ہمارا ماخذ مٹی سے لطیف تر ہے جس کے باعث ہم خود کو ہر شکل میں ڈھال سکتے ہیں ہوا میں شامل ہو کر غائب ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے باقی تمام معاملات انسانوں جیسے ہی ہیں میرے ہم قوم زمین کے علاوہ دوسرے سیاروں پر بھی آباد ہیں۔"
شمع کے ہوش اس وقت اڑے ہوئے تھے شدید گھبراہٹ میں اسے فقط اتنا احساس تھا کہ اسے طیمانس سے دوستانہ رویہ قائم رکھنا ہے تاکہ وہ اخلاق کے دائرے میں مقید رہ سکے اس نے تھوک نگلتے ہوئے کہا 'تم خاصے تعلیم

یافتہ معلوم ہوتے ہو طیمانس؟"

طیمانس کے چہرے پر ایک انجانی خوشی کا رنگ لہرایا بولا۔"میرے والد بہت بڑے سائنسدان ہیں انہوں نے میری تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی ہے میری اب تک کی زندگی سائنسدانوں کی صحبت میں ہی گزری ہے میرا کوئی دوست میرا ہم عمر نہیں ہے سب بوڑھے لوگ ہیں۔"

شمع دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ طیمانس لاکھ پڑھا لکھا سہی لیکن اگر اس نے شادی سے انکار کیا تو وہ دل برداشتہ ہو کر غصے اور انتقام کا شکار ہو سکتا ہے وہ مکمل طور پر اس کے رحم و کرم پر تھی اور اس کی بچت کی صورت ایک ہی تھی کہ اسے بہلائے رکھے۔ لیکن کب تک؟

طیمانس بھی کسی کش مکش کا شکار تھا وہ مسلسل ٹہلتے ہوئے گفتگو کر رہا تھا اس نے کہا۔"میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ دن میرے ساتھ رہو تا کہ تم مجھے سمجھ سکو تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہ ہو گی یہ بہت اچھی جگہ ہے جہاں تم اس وقت موجود ہو۔" ان الفاظ کے ساتھ طیمانس نے اپنے ہاتھ کو ایک مخصوص انداز میں جنبش دی تو کمرے کی ایک دیوار مکمل طور پر ایک طرف سرک گئی دیوار کی دوسری جانب شمع کو ایک خوشنما باغ

کا منظر دکھائی دیا۔ایسی خوبصورتی سے تیار کیا گیا باغ شمع نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ان گنت اقسام کے پھولوں پھلوں سے لدے درختوں پودوں کا ایک وسیع سلسلہ تھا شمع کچھ دیر تک تو دیکھتی ہی رہ گئی۔"یہ واقعی خوبصورت جگہ ہے طیمانس۔"

"اس کو تم اپنی زبان میں ناسٹلجیا پارک کہہ سکتی ہو شمع....آؤ تمہیں اس باغ کی سیر کراؤں۔" کہتے ہوئے طیمانس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا شمع نے تذبذب کے عالم میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

کچھ دیر وہ باغ میں چہل قدمی کرتے رہے پھر ایک جگہ وہ رک گئے اور شمع مبہوت نظروں سے اُس شاندار گنبد کو دیکھنے لگی جو کرسٹل کا بنا معلوم ہوتا تھا اس گنبد نے زمین کے ایک وسیع حصے کو چھت بن کر ڈھانپ رکھا تھا گنبد کی اس وسیع چمکدار چھتری پر آسمان کا رنگ منعکس ہو کر عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔

طیمانس شمع کا ہاتھ چھوڑ کر آگے بڑھا اور اس نے کرسٹل کے گنبد پر ایک جگہ ہاتھ رکھا تو ایک راستہ اس کے اندر جانے کا کھل گیا طیمانس نے شمع کو اندر چلنے کا اشارہ کیا شمع خود کو اس وقت کسی

سائنس فلم مووی کے سیٹ پر محسوس کر رہی تھی اندر داخل ہونے کے بعد اسے احساس ہوا کہ طیمانس اس کے ساتھ نہیں ہے لیکن اب شمع اپنے سامنے جو کچھ دیکھ رہی تھی اسے دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا اور وہ طیمانس کو بھول ہی گئی۔

☆☆☆

یو ایف او

شہ نور کا بالکل بھی جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اس خاموش پر سکون کیفیت سے باہر نکلے حتیٰ کہ وہ خلاء میں حرکت بھی نہ کرنا چاہتی تھی۔صدیوں پرانا سکون اس کے قلب میں اتر رہا تھا۔وہ چیختی چلاتی شور مچاتی دنیا سے بہت دور تھی۔آج حقیقی معنوں میں دنیا سے فرار ہوگئی ہوں۔شہ نور نے سوچا۔کیا یہاں وہ مسائل نہیں ہیں؟اس کے اندر ایک گھر گھراہٹ پھر سے شروع ہو رہی تھی۔وہ تیزی سے نیچے گرنے لگی ۔سپیڈ نہایت تیز تھی۔نبیولا کا منظر اب اوجھل تھا۔اس کے چاروں طرف ایک اندھیری سرنگ تھی۔یہی سرنگ تھی جس سے گزر کر وہ خلاء تک پہنچی تھی۔شہ نور واپس نہ جانا چاہتی تھی۔اچانک اس نے خود کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا پایا۔وہ خلاء سے تو واپس آ گئی تھی لیکن جسم میں ابھی نہ لوٹی تھی۔پہاڑ کی اس بلندی سے اسے دور تک آتش فشاں پہاڑ کا

دہانہ دکھائی دیا۔اچانک ایک عجیب سا شور گونجا۔شہ نور نے سر اوپر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو ایک فرسبی نما پلیٹ آسمان میں تیزی سے پھسلتی جاتی دکھائی دی۔شہ نور کی نگاہیں اس کا تعاقب کرنے لگیں۔عجیب بات یہ تھی کہ وہ چیز اگرچہ بے پناہ تیز رفتار تھی لیکن پھر بھی شہ نور کے احاطۂ نظر سے باہر نکل نہ پا رہی تھی۔''یو ایف او''بغور دیکھ کر وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی تھی۔اس کا جی چاہا کہ وہ اس اڑن طشتری کے اندر جھانک سکے۔اور یہ خواہش فوراً ہی پوری ہو گئی کیونکہ وہ روحانی آنکھ سے دیکھ رہی تھی۔اب اس کے سامنے اڑن طشتری کے اندر کا منظر تھا۔!!

☆☆☆

ناسٹلجیا پارک

شمع کے سامنے ایک جانا پہچانا منظر تھا اس نے بے اختیار آنکھیں مل کر دیکھا لیکن منظر بدستور قائم تھا یہ وہ قدیم باؤلی تھی جو اس کے گاؤں وعولہ میں واقع تھی جہاں اس کے بچپن کا کچھ حصہ گزرا تھا لیکن یہاں کیسے آ گئی!! وہ ششدر تھی۔

اس نے دائیں بائیں نظریں گھمائیں دور تک سرسبز ہریالی تھی اور بیچوں بیچ باؤلی اور اس کے ساتھ وہ کھنڈرات تھے جنہیں شمع نے سدا کھنڈر حالت میں ہی پایا تھا وہ بھاگتی ہوئی باؤلی کے قریب آ گئی، یا حیرت!! باؤلی بالکل عمدہ حالت میں تھی، جبکہ کھنڈرات بھی ٹوٹے پھوٹے نہیں بلکہ سالم حالت میں تھے جیسے مرمت کر دیئے گئے ہوں شمع

پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگی اس کے بچپن کا ناسٹلجیا اسی باؤلی کے ساتھ وابستہ تھا اس نے کنویں کے اندر جھانک کر دیکھا پانی کی بوکیوں کا چین پانی کے اندر سے اوپر تک تنا ہوا تھا اور بھیگی ہوئی بوکیوں سے پانی کے قطرے جب نیچے کنویں کے اندر گرتے تو ایک مخصوص جل ترنگ پیدا ہوتا تھا کنویں کی طرف کھلنے والی زیرِ زمین کمروں کی کھڑکیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں جو بغیر پٹ کے دروازوں کی مانند تھیں شمع اندر اترنے والی سیڑھیوں سے ہوتی پہلے تہ خانے میں پہنچی اور کنویں کو نیچے سے اوپر دیکھا بوکیوں کا چین ٹپک رہا تھا وہ جانی پہچانی بوسیدہ خنکی اسی طرح قائم تھی شمع تہ خانے سے نیچے دوسرے تہ خانے میں پہنچی اور پھر حیرت اور خوشی سے اوپر دیکھا یہ زمین کے اندر اوپر نیچے سات کمرے تھے، وہ مزید نیچے جانا چاہتی تھی پھر یاد آیا کہ نچلے کمروں میں تو پانی بھرا ہوا ہے لیکن یہاں وہ کمرے پانی سے خالی تھے اچانک اسے گھبراہٹ اور خوف کا احساس ہونے لگا وہ پلٹی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ دیوار سے ٹیک لگا کر کچھ دیر کے لئے اس نے سر تھام لیا پھر اس کی نگاہ باؤلی

کے ساتھ والی عمارت پر پڑی اسے حیرت ہوئی کہ وہ عمارت سالم دکھائی دے رہی تھی اس نے کبھی اسے مکمل حالت میں نہ دیکھا تھا، وہ اس عمارت کی طرف بڑھی جس کی چھت پر وہ کھیلتی بھی رہی تھی ۔اس کی چاروں برجیوں پر چاروں سہیلیاں شہزادیاں بن کر قبضہ کر لیتی تھیں اور وہیں بیٹھے بیٹھے حکم نامے جاری کرتی تھیں جن پر عمل کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا وہ عمارت کے اندر داخل ہوگئی عمارت صاف ستھری لیکن بالکل ویران تھی اس کے کھلے دروازوں سے ہوا سائیں سائیں کرتی اندر داخل ہو رہی تھی شمع ان ماضی کے جھونکوں کو شدت سے محسوس کر رہی تھی۔ بچپن میں وہ کتنی ہی بار یہاں آ چکی تھی۔وہ دوسری طرف پہنچی تو بے اختیار گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی کھڑکی کے دوسری جانب عمارت کے پیچھے کٹاس راج کا چشمہ تھا ایک راستہ کٹاس راج کے چشمے کی طرف جاتا دکھائی

دیا لیکن یہ چشمہ اصل سے کہیں بڑا تھا اس کے کنارے سینکڑوں برس پرانا ٹیمپل بھی موجود تھا شمع حواس باختہ ہو چکی تھی اگر چہ یہ دونوں مقامات ایک ہی علاقے میں واقع تھے لیکن یہ ساتھ ساتھ یقیناً نہیں تھے یہ سب

خواب ہے؟ یقیناً یہ اوٹ پٹانگ صورتحال فقط خواب میں ہی ممکن ہے اس نے سوچا اس کا دل پسیج رہا تھا جیسے موم بن کر پگھلا جا رہا ہو شمع کے اندر سچ مچ ایک شمع جل رہی تھی اور پھر اچانک وہ زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

☆☆☆

اڑن طشتری کے اندر

وہ آدمی سو رہا تھا نہ جاگ رہا تھا۔ اسے ایک کرسی نما مشین پر بٹھایا گیا تھا اور تین مکینیکل ہاتھ اس کے سر پر کام کر رہے تھے۔ شہ نور یہ دیکھ کر لرز گئی کہ اس کی کھوپڑی کاٹی جا چکی تھی اور مشینی ہاتھ اس کے سر کے اندر کوئی ڈیوائس نصب کر رہے تھے۔ اس حالت میں بھی وہ شخص مردہ نہ تھا بلکہ وہ تو پوری طرح بیہوش بھی نہ تھا۔ اس کی آنکھیں کبھی کھلتی اور کبھی بند ہو رہی تھیں۔ اس کی عمر ساٹھ کے لگ بھگ رہی ہو گی اور یقیناً وہ کوئی خلائی مخلوق نہیں بلکہ انسان تھا۔ لیکن کٹی ہوئی کھوپڑی دیکھ کر شہ نور کو ایسا زوردار ذہنی شاک پہنچا کہ وہ ایک دم واپس اپنی جسمانی آنکھیں کھول بیٹھی تھی۔ اور پھر فوراً ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆☆☆

وعولہ

کچھ ہی دیر میں شمع نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ اسے یاد آ گیا وہ ایک عجیب دنیا میں ہے۔ یہ سب کچھ حقیقی نہیں ہے۔ اس نے سوچا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا۔ وہ سیڑھیاں پھلانگتی عمارت کی چھت پر جا پہنچی اور دور افق پر کچھ تلاش کرنے لگی اور پھر تو وہ اچھل ہی پڑی دور ایک پہاڑی پر اس کا گاؤں وعولہ اُسی طرح موجود تھا جیسا کہ وہ بچپن میں دیکھا کرتی تھی۔

وہ نیچے آئی تو دور تک پھیلے کھیتوں کے بیچ وہی پگ ڈنڈی دکھائی دی جس پر چلتے ہوئے وہ اپنی فیملی کے ساتھ باؤلی پر پہنچا کرتی تھی۔ وہ تقریباً بھاگتی ہوئی اس پگ ڈنڈی پر ہو لی۔ جو آگے چل کر اس پتھریلے راستے سے مل جاتی تھی جس کے دونوں اطراف پتھروں کی ایک کوتاہ قامت دیوار تھی۔ جلد ہی وہ اس پتھریلے راستے پر پہنچ گئی۔ زرد رو ننھے منے پھول پتھروں کے بیچ سے جھانک رہے تھے۔ گاؤں کے قریب پہنچ

کر اسے ایک عجیب سا احساس ہوا۔وہ لمبی چڑھائی اس کے سامنے تھی جس پر گاؤں کی عورتیں سر پر گھاس کا گٹھڑ اور ہاتھ میں پانی کا کین اٹھائے بے پناہ توازن اور حوصلے کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی جفاکشی کا ناقابلِ یقیں مظاہرہ کرتی تھیں اور شمع ہمیشہ یہ سوچتی رہ جاتی جس چڑھائی پر اچھے خاصے جوان ہانپنا شروع ہو جاتے ہیں یہ عورتیں اس پر کیسے اتنا بوجھ لئے چڑھ جاتی ہیں۔!! بھاگ کر آنے کی وجہ سے شمع بھی اب ہانپ رہی تھی اور اس میں بالکل ہمت نہ تھی چڑھائی والا راستہ چڑھتی لیکن اس پر ایک ایسا جوش اور حیرانی چھائی ہوئی تھی کہ بے قابو سانس کے ساتھ بھی اس نے بہت جلد یہ راستہ بھی طے کرلیا۔اب وہ وعولہ گاؤں کی گلیوں میں تھی۔!!

☆☆☆

عجیب بچہ

اب شہ نور اس نیم بیدار خواب سے مکمل طور پر باہر تھی جس کے دوران روحانی جسم کے ساتھ وہ خلاء میں مقیم رہی تھی لیکن پورے ہوش سنبھالنے کے بعد جانا کہ وہ تو گھاس پر دراز تھی کھڑے ہو کر اس نے اطراف کا جائزہ لیا یہ جگہ پتھر کاٹ کر کمرے جیسی شکل میں بنائی گئی تھی تاہم نکلنے کا راستہ مسدود نہ تھا شہ نور پر خلاء کے سفر کا نشہ ابھی تک طاری تھا لیکن جلد ہی اس نے خود پر قابو پا لیا وہ اچھی طرح سمجھتی تھی کہ کسی اچانک ذہنی دباؤ نے اس کے روحانی وجود کو جسم سے کچھ دیر کے لئے الگ کر دیا تھا آسٹرل باڈی کے ساتھ پرواز کا تجربہ اس کے لئے نیا نہیں تھا۔ وہ پہلے بھی اس تجربے سے گزر چکی تھی۔ سر میں ابھی تک گھوں گھوں کی آواز جاری تھی لیکن اب وہ مدھم ہوتی جا رہی تھی وہ سر تھامے ہوئے پتھریلے کمرے سے باہر نکل آئی اب اس نے خود کو ایک جلتے ہوئے سیاہ پہاڑ کے دامن

میں پایا قریب ہی ایک قدیم محل کے کھنڈرات دکھائی دیئے شہ نور متجسس نظروں سے ٹوٹی پھوٹی دیواروں اور میناروں کا جائزہ لینے لگی کچھ ہی دیر بعد اسے ٹھٹک کر رک جانا پڑا صحن میں جہاں غالباً بارش کے پانی سے کیچڑ جمع تھا وہیں ایک چار پانچ سال کا بچہ بیٹھا ہوا تھا شہ نور حیرت زدہ ہو کر اس کے قریب چلی گئی وہ حیران تھی کہ اس ویرانے میں یہ چھوٹا سا بچہ کیا کر رہا ہے!!

اس کے قدموں کی آہٹ پا کر منڈے ہوئے سر والے بچے نے اپنا منہ اوپر اٹھایا اور شہ نور یہ دیکھ کر ساکت رہ گئی کہ بچے کی آنکھیں بے حد غیر معمولی طور پر چمک رہی تھیں اور چہرے پر عجیب سی وحشت تھی وہ بچہ تو معلوم ہی نہ ہوتا تھا، وہ اپنے دونوں ہاتھ کیچڑ میں مار کر بولا۔ ’’آؤ آؤ، حلوہ کھاؤ گی کیا؟ کھاؤ نا حلوہ۔‘‘

اس کی آواز اور انداز میں کوئی چیز بھی بچکانہ معلوم نہ ہو رہی تھی اور دوسری طرف یہ دیکھ کر شہ نور کے ہوش اڑ گئے کہ اس کے دونوں ہاتھوں میں موجود کیچڑ واقعی حلوے میں تبدیل ہو چکا تھا!!

☆☆☆

وعولہ کی سیر

یا عجیب! گاؤں میں ایک ہو کا عالم تھا۔ تمام مکانات اپنی جگہ موجود تھے لیکن کوئی ذی نفس دکھائی نہ دیتا تھا حتیٰ کہ وہ گھروں میں جھانک جھانک کر دیکھنے لگی پھر بھی کوئی فرد دکھائی نہ دیا۔ سب مکانات یوں صاف ستھرے دکھائی دے رہے تھے جیسے کچھ ہی دیر پہلے کسی نے صفائی کی ہو۔ گلیاں بھی صاف ستھری تھیں۔ شمع کو یوں لگ رہا تھا جیسے کسی فلم کے لئے وعولہ کا سیٹ لگایا گیا ہے۔ وہ پورے گاؤں میں بڑے اشتیاق سے پھرتی رہی۔ یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ بعض گھر جو گرا کر دوبارہ نئے تعمیر کر دیئے گئے تھے وہاں پھر وہی پرانے مکانات اپنی اصل حالت میں موجود تھے۔ گاؤں کے سارے پرانے مکانات بڑی مہارت سے گھڑے پتھروں سے بنے تھے۔ لیکن بیچ میں اینٹوں کے

مکانات بھی تھے۔

وہ اب اُس گلی کے نزدیک تھی جہاں ایک مکان کی پتھروں سے تعمیر کردہ ایک دیوار کے بارے میں اسے یقین تھا اس میں جنات کی دنیا کا راستہ موجود ہے۔ گلی کی طرف بڑھتے ہوئے اسے پھر وہی خواب یاد آنے لگے جن میں وہ دیکھا کرتی تھی کہ دیوار کے اندر ایک دروازہ ہے جو بظاہر دکھائی نہیں دیتا لیکن جس کے پار جنات تھے۔ وہاں رہنے والے جنات میں سے ایک بچہ اکثر اس کے پاس آن بیٹھتا تھا جب اس کے والدین اسے منع کرتے تو وہ جواب دیتا مجھے شمع سے علم سیکھنا ہے۔ اس کے والدین نالاں تھے اپنے بچے سے۔ اب وہ اسی جنات والی دیوار کے پاس سے گزرنے والی تھی۔

شمع اس دیوار کے پاس سے گزری تو ہکا بکا رہ گئی۔ دیوار کے بیچوں بیچ سچ مچ ایک دروازہ کھلا پڑا تھا۔ ایک ٹھنڈی سی لہر شمع کے پورے بدن میں دوڑ گئی۔ وہ بھاگ کر اس دروازے کے سامنے سے گزری اور آگے نکل گئی۔ اس کے سارے جسم سے یکدم ٹھنڈا پسینہ بہنے لگا تھا اور خوف پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔ یہ خوف بچپن سے اس کے اندر مقید تھا اگرچہ وہ اتنی ڈرپوک ہرگز نہ تھی۔

وہ تیز قدم چلتی جامع مسجد کے پاس پہنچ گئی۔اسے یاد آیا یہاں ایک بہت ہی ہر دلعزیز حافظ نذر صاحب ہوا کرتے تھے جو بچوں کو قرآنِ پاک پڑھایا کرتے تھے۔وہ بچپن میں ایک بار انہیں مل چکی تھی۔انہیں فوت ہوئے تو عرصہ بیت گیا۔شمع نے سوچا اور پھر اچانک چونک گئی۔مسجد کے اندر سے بچوں کے تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔پہلی بار زندگی کے آثار پا کر وہ بے تابانہ مسجد کے اندر داخل ہو ئی اور پھر بھونچکا رہ گئی۔

☆☆☆

حماش کا بیٹا

شہ نور نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا تھا اسے اندازہ ہو چکا تھا اس کا واسطہ کس قوم سے ہے اس نے خود پر قابو رکھتے ہوئے کہا۔ ”دیکھو بھئی مجھے حلوہ نہیں کھانا تم مجھے شہر کا رستہ بتا سکتے ہو تو مہربانی ہوگی۔“

”شہر کا راستہ!!“ بچے نے تعجب سے دہرایا۔ ”کونسے شہر کا رستہ؟ تم میرے ساتھ کھیلو گی نہیں؟“

”ہاں ہاں ضرور کھیلوں گی۔“ شہ نور نے جھٹ کہا۔ ”لیکن پہلے بتاؤ کہ یہ

کونسی جگہ ہے میں یہاں پتا نہیں کیسے آ گئی مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں؟''

''حلوہ کھاؤ حلوہ پھر سب کچھ بتاتا ہوں۔'' بچہ دونوں ہاتھوں سے حلوہ اپنے منہ میں ٹھونستا ہوا بولا۔

شہ نور نے بے بسی سے اس کیچڑ کی طرف دیکھا جسے وہ حلوہ کہہ رہا تھا اس میں شک نہ تھا اس کے ہاتھوں میں پہنچ کر وہ حلوے میں تبدیل ہو جاتا تھا لیکن پھر بھی شہ نور اسے حلوہ تسلیم نہ کر سکتی تھی۔

بچہ دوبارہ گویا ہوا۔ ''حلوہ کھانے کے بعد ہم پتھر پتھر کھیلیں گے۔''

''پتھر پتھر؟'' شہ نور نے حیرانگی سے دہرایا ''یہ کیسا کھیل ہے؟''

بچہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ''یہ تو بہت آسان اور دلچسپ کھیل ہے ہم دونوں چھپ کر ایک دوسرے کو پتھروں کا نشانہ بنائیں گے جسے پتھر لگ گیا وہ گھوڑا بنے گا اور جیتنے والا سوار بنے گا۔''

شہ نور نے ایک نظر ان پتھروں پر ڈالی جو ارد گرد بکھرے ہوئے تھے ان میں سے اکثر سیاہ اور انتہائی نوکیلے تھے۔ ''نہ بھئی یہ کھیل تو مجھے نہیں آتا'' وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔ ''اور پھر مجھے تو گھوڑا بننا بھی نہیں آتا۔''

”لیکن مجھے آتا ہے۔“ بچہ خوش ہو کر بولا ” آخر میں بھی حماش کا بیٹا ہوں میں نے اپنے والد سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ دیکھو۔“ اور پھر یہ دیکھ کر شہ نور کے ہوش گم ہو گئے کہ بچے کی بجائے وہاں ایک سیاہ رنگ کا قد آور گھوڑا کھڑا تھا گھوڑا اپنے اگلے پاؤں اوپر اٹھا کر زور سے ہنہنایا اور پھوں پھوں کرتا شہ نور کے قریب آ گیا۔

☆☆☆

چَورے اور پانچے

مسجد کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی شمع نے وہی پرانا دالان دیکھا جو اس کے بچپن میں ہی گرا کر نیا تعمیر کر دیا گیا تھا۔ سامنے اسی ہال کا چھوٹا سا دروازہ تھا جس کے اندر حافظ نذر مرحوم بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ شمع دھک دھک کرتے دل کے ساتھ آگے بڑھی۔ چھوٹے دروازے کے سامنے بے شمار چھوٹے چھوٹے چپل ایک قطار میں ترتیب سے رکھے تھے اور ہال کمرے کے اندر سے بچوں کی تلاوت کی آواز اب وہ واضح طور پر سن سکتی تھی۔ شمع کا دل

اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔ یہ وہ منظر تھا جو برسوں پہلے اس نے اس وقت دیکھا تھا جب وہ ایک دن اپنی والدہ کی انگلی پکڑے مسجد آئی تھی۔ اس کی والدہ نے بچوں میں مٹھائی تقسیم کی تھی۔

اب وہی کمرہ جو برسوں پہلے مسمار کر دیا گیا تھا پھر سے اس کے سامنے تھا۔ شمع نے بے اختیار اپنے جوتے اتار دیئے اور اندر داخل ہو گئی۔ اس لمبے کمرے کے دونوں اطراف میں دو قطاروں میں بچے سیپارے لئے تلاوت میں مشغول تھے جبکہ عین سامنے اپنے زمینی ڈیسک کے پیچھے اپنی گدی پر حافظ نذر مرحوم اپنے اُسی مخصوص انداز سے تشریف فرما تھے۔ ان کے سر پر عمامہ تھا اور وہ آنکھیں بند کئے ایک بچے سے اس کا سبق سن رہ تھے۔ شمع پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی۔ ”یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ سب کچھ یقیناً خواب ہے!!“

وہ سکتے کی کیفیت میں چلتی ہوئی حافظ صاحب کے بائیں جانب جا کر بیٹھ گئی جس طرف ایک اور دروازہ مسجد کے صحن کی طرف کھلتا تھا۔ حافظ صاحب یا بچوں میں سے کسی نے بالکل بھی اس کی طرف توجہ نہ کی تھی۔ شمع ان کو ایسے دیکھنے لگی جیسے وہ کسی فلم کا حصہ

ہوں۔حافظ صاحب کی پشت والی دیوار پر لکڑی کا وہ گھڑیال بھی موجود تھا جو بچپن میں شمع کے لئے خاص دلچسپی کا حامل تھا۔تلاوت میں مشغول بچوں کی آواز بتدریج دبنے لگتی اور ان کی آپس کی باتوں کی آوازیں بڑھنے لگتیں تو حافظ صاحب اچانک اپنی آنکھیں کھول کر ایک ایسی قہر آلود نگاہ بچوں پر ڈالتے جس سے ان کی آوازیں پھر تیز ہو جاتیں اور وہ دوبارہ زور شور سے تلاوت کرنے لگتے جبکہ حافظ صاحب پھر سے آنکھیں موند کر کسی کیفیت میں ڈوب جاتے تھے۔'چورا' اور 'پانچا' یہ وہ الفاظ تھے جو ہوشیار اور چالاک لڑکوں کے لئے وہ استعمال کرتے تھے۔شمع نے ایک نظر ان بچوں پر ڈالی جن میں سے اِکا دکا لڑکے چورے تھے۔اور کوئی ایک ادھ پانچا بھی تھا!!

شمع نے بڑے غور سے حافظ نذر صاحب کی جانب دیکھا۔ان کی بڑی سی سفید داڑھی پر مندمل ہوتی سیاہ لہریں تھیں۔اس نے نوٹ کیا غیر معمولی طور پر ان کے خدو خال برٹش اداکار برائن بلیسڈ سے مشابہ تھے۔ان کی شخصیت اور خصوصاً آنکھوں میں ایسی چمک تھی جو ہر ملنے والے کو ان کا گرویدہ کر دیتی اور کوئی اجنبی بھی ان سے مل کر اجنبیت محسوس نہ کرتا

تھا۔دفعتاً حافظ صاحب بیٹھے بیٹھے شمع سے دور ہونے لگے۔شمع نے آنکھیں مل مل کر دیکھا......حافظ صاحب اس کے سامنے نہیں تھے بلکہ وہ تو سامنے والی دیوار پر موجود ایک سکرین کے اندر تھے۔.....تو یہ ایک فلم ہے!! شمع نے سوچا۔

☆☆☆

پتھر پتھر

شہ نور جو الٹے قدموں وہاں سے آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی
یک دم پلٹ کر بھاگی اسے پیچھے سے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز
سنائی دی لیکن کچھ ہی فاصلے پر اسے دوبارہ رکنا پڑا سامنے پتھروں کا
پہاڑ جیسا ڈھیر تھا رک کر اس نے ادھر ادھر دیکھا گھوڑے کا اب کہیں
نشان بھی نہ تھا اچانک ایک پتھر سنسناتا ہوا اس کے سر پر سے گزر گیا۔
شہ نور کی چھٹی حس خطرے کا الارم بجانے لگی ماسٹر شن چی کے الفاظ
اس کے کانوں میں گونجے۔ ''نامعلوم دشمن اور بھوت دونوں برابر
ہیں ان کا مقابلہ صرف باطنی حواس کو بیدار رکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔''
شہ نور نے طویل عرصے تک باطنی حواس کی بیداری کے لیئے مشقیں
کی تھیں اس نے اپنا لڑنے کا خاص پوز بنا لیا اور ایک گہری سانس

لے کر اپنے پھیپھڑوں میں روک لی اس کے اندر سناٹا سا چھا گیا تھا اور اس کی ساری حسیات مجتمع ہو کر گردو پیش کے ماحول پر مرکوز ہو گئیں اب وہ عالمِ وجدان میں اپنے آپ کو چاروں طرف سے دیکھ رہی تھی اس دفعہ حملہ پشت کی طرف سے ہوا لیکن وہ بڑے اطمینان سے مڑی اور آتے ہوئے پتھر کو اس نے کِک مار کر دوسری طرف اچھال دیا یہ ایڈوانس مارشل آرٹس کا مظاہرہ تھا اگرچہ شہ نور قدیم چینی ماہرینِ فن جتنی ماہر نہ تھی جو اپنے جسم سے باہر سفر کرنے پر قادر ہوتے تھے کِک مارنے کے بعد شہ نور اپنی پہلی پوزیشن میں واپس آ گئی تھی وہ بظاہر اپنی ناک کی سیدھ میں سامنے دیکھ رہی تھی لیکن اس کی توجہ کا دائرہ چاروں طرف پھیلا ہوا تھا ایک دفعہ پھر اس کی ٹانگ گھومی اور اس نے ایک اور پتھر کا حملہ ناکام بنا دیا اس بار اسے کسی کے تالی بجانے کی آواز سنائی دی ”واہ واہ مزا آ گیا ایسا کھیل پہلے کبھی نہیں کھیلا۔“ یہ اسی بچہ نما شیطان کی آواز تھی۔

☆☆☆

فرضی دنیا

اب شمع نے دیکھا کہ وہ جامع مسجد بھی اسی سکرین کا ایک حصہ تھی اور پورا اوعولہ گاؤں بھی۔ وہ تو ایک ہال میں کھڑی تھی۔ جس کی ایک دیوار میں بہت بڑا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ باہر نکلی تو دور تک سوائے سرسبز گھاس کے کچھ نہ دکھائی دیا۔ یہ ایک عظیم میدان تھا۔ شمع چکرا کر رہ گئی۔ اسے یاد آیا کہ طیمانس نے کہا تھا کہ یہ ناسٹلجیا پارک ہے۔ تو کیا یہاں اس کی یادوں کی فلم اسے دکھائی جا رہی ہے؟

اب شمع نے ایک تجربہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے دیوارِ چین کو اپنے ذہن میں لانے کی کوشش کی۔ جہاں وہ شہ نور اور باقی کلاس کے ہمراہ سیر کرنے گئی تھی۔ دیوارِ چین کو یاد کرتے ہوئے وہ اس میدان میں گھومنے لگی۔ اس کا خیال تھا کہ یہ میدان فرضی

ہے اور وہ کسی خاص مقام پر ہے جہاں ہر سوچ مجسم ہو جاتی ہے۔ لیکن کافی دیر سوچنے کے باوجود منظر تبدیل نہ ہوا ابھی تک دیوارِ چین کا کوئی منظر نمودار نہ ہوا تھا۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ واپس اسی ہال میں جائے۔ وہ واپس اسی بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئی اور پھر اچھل پڑی۔ اب وہ عین دیوارِ چین کے اوپر تھی۔

☆☆☆

اجنبی مخلوق سے مقابلہ

''.....یہ تو زیادتی ہے میں تمہیں دیکھ نہیں سکتی لیکن تم مجھے دیکھ سکتے ہو بھلا میں تم پر کیسے حملہ کروں گی؟'' شہ نور نے شکایت کی۔

''حماش کا بیٹا دھوکہ باز نہیں ہے میں غائب نہیں چھپا ہوا ہوں تم مجھے ڈھونڈ لو۔'' جواب ملا۔

''اچھا تو تم غائب نہیں چھپے ہوئے ہو خوب۔۔۔اب اپنی خیر مناؤ حماش زادے۔'' شہ نور دانت پر دانت جماتے ہوئے بڑبڑائی ساتھ ہی اس نے چھلانگ ماری اور دائیں جانب موجود پتھروں کے ڈھیر کی اوٹ میں ہو گئی ایک نوکیلا سا پتھر اب اس کے ہاتھ میں تھا۔''اچھا حماش کے بیٹے....جن ہو گے تو اپنے گھر میں تمہارے پتھر کا جواب پتھر ہی سے دوں گی۔'' شہ نور پھر پلٹنی کھا کر دوسری طرف ہو گئی اب وہ ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کے ساتھ چپکی ہوئی تھی دیوار کی ایک سائیڈ سے اس نے اپنی ایک آنکھ برآمد کر کے سامنے کا منظر دیکھا کچھ ہی فاصلے پر پتھروں کے ڈھیر کی

اوٹ سے حماش زادے کا انڈے جیسا چمکتا سر دکھائی دے رہا تھا فوراً ہی شہ نور کا ہاتھ حرکت میں آیا اس کی کلائی نے مخصوص انداز میں ایک خم کھایا پتھر اس کے ہاتھ سے تیر کی طرح نکلا اور اس کے سر کو چھوتا ہوا آگے نکل گیا اس واقعے پر حماش کا بیٹا ضرورت سے زیادہ ہی برہم ہو گیا اس نے ایک زوردار چیخ ماری تھی ساتھ ہی اس کا ایک بازو بے حد لمبا ہونا شروع ہو گیا اور اس طویل ہاتھ کو اس نے پتھروں کے ڈھیر پر مارا تو بے شمار پتھر اڑتے ہوئے شہ نور کی طرف ایک بارش کی مانند آئے شہ نور پہلے ہی محسوس کر چکی تھی کہ اب کیا ہونے والا ہے ایک لمبی چھلانگ اسے خطرے کی جگہ سے دور لے آئی تھی ایک بڑی چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے اسے احساس ہوا اس کے دماغ میں گونجنے والی گھوں گھوں ایک دم پھر تیز ہونے لگی ہے اس کے ذہن پر ایک غبار سا چھا رہا تھا وہ سمجھ گئی کہ اس کا روحانی وجود پھر ایکٹیویٹ ہو رہا ہے اس نے زمین پر لیٹ کر خود کو بے حس و حرکت چھوڑ دیا وائبریشن تیز ہو رہی تھی یہ خود شہ نور کے لئے نئی بات تھی کیونکہ اسے بیرونِ جسم پرواز کی کوئی پریکٹس نہ تھی لیکن اس نے

اس کیفیت کا فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا گھوں گھوں کرتی
وائبریشن پھر اس کے جسم میں سرایت کر رہی تھی جس کی وجہ سے کچھ
ہی دیر پہلے وہ خلاء سے ہو آئی تھی زمین پر لیٹ کر اس نے اپنا ذہن
وائبریشن کی طرف مبذول کر لیا وہی پٹاخے کی زوردار آواز گونجی
اور اس کا روحانی وجود جسم سے نکل کر فضا میں چکرانے لگا اب مارشل
آرٹس کی تربیت شہ نور کے کام آ گئی اس نے بہت جلد اپنے روحانی
وجود کو ایک جگہ روک کر اپنے جسم کی طرف دیکھنے پر مجبور کیا اس نے
اپنے جسم کو پتھروں کے ڈھیر کے پاس دراز پایا اب اس نے فضا میں
ایک چکر لگایا اسے اپنے اندر بے پناہ طاقت محسوس ہو رہی تھی ارد گرد
نگاہ دوڑائی تو وہ بچہ شیطان دبے قدموں اسے اپنے جسم کی جانب
بڑھتا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں ایک نوکیلا پتھر تھا اور شائد وہ اسے
شہ نور کو کھینچ مارنا چاہتا تھا شہ نور نے فضا ہی سے عقاب کی مانند جھپٹا
مارا اور ایک زوردار دھکا اسے دیا جس کے اثر
سے وہ کئی قلابازیاں کھا کر گرا پھر اٹھا تو انتہائی خوفزدہ اب اس نے
منہ اٹھا کر شہ نور کے روحانی وجود کی طرف دیکھا تھا اور پھر تو گویا اس

پر لرزہ طاری ہوگیا وہ پلٹ کر بھاگا اسی وقت گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز گونجی کسی طرف سے جال حماش زادے پر آن پڑا تھا جس میں پھنس کر وہ بری طرح چلانے لگا ایک تیز رفتار بگھی نمودار ہوئی جس پر سے چھلانگ مارتے ہوئے کئی باوردی افراد اترے تھے وہ اس جال کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے جس میں حماش زاہ الجھا ہوا تھا وہ بڑا چیخا چلایا لیکن قد آور باوردی لوگوں کے آگے اس کی ایک نہ چلی بگھی سے ایک باوقار بزرگ صورت شخصیت بھی اتری جس کی لمبی سفید داڑھی سینے پر لہرا رہی تھی اس کی آستینیں بھی اتنی کھلی تھیں کہ الگ سے لٹک رہی تھیں ایک لمبی مخروطی ٹوپی اس کے سر پر تھی۔

وہ شہ نور کے قریب آ کر رک گیا اور اس نے اپنی انگلیوں سے شہ نور کے ماتھے کو چھوا فوراً ہی شہ نور کو وائبریشن مدھم پڑتی محسوس ہوئی اور اس نے بے اختیار آنکھیں کھول ڈالیں۔

☆☆☆

گرفتاری

شمع کے چاروں طرف اس کی زندگی کی بہترین یادیں بکھری ہوئی تھیں اور وہ ان کی تاب نہ لاکر آبدیدہ تھی یہ گویا ایک عالمِ خواب تھا لیکن پھر اچانک ہو جانے والے اندھیرے نے شمع کو وحشت زدہ کر دیا کہاں تو وہ اپنے بچپن کے ناسٹلجیا میں گھومتی پھر رہی تھی اور کہاں اب ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا وہ سر تھام کر بیٹھی ہوئی تھی کہ کہیں دور سے طیمانس کی آواز سنائی دی ''شائد اب ہماری ملاقات کبھی نہ ہو سکے مجھے معاف کر دینا شمع خدا حافظ۔''

''طیمانس'' وہ چلائی ''مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا وہ آنکھیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی دفعتاً ایک تیز روشنی نے اس کی آنکھوں کو چندھیا دیا اس خیرہ کن روشنی میں دور آسمان پر ایک

کھڑکی کا منظر تھا طیمانس سر جھکائے کھڑا تھا اس کے سامنے لمبی داڑھی والے سائے تھے وہ سب خاموشی سے شمع کی جانب دیکھ رہے تھے ان کے پیچھے ایک اور دروازہ کھلا کچھ ایسے لوگ اندر داخل ہوئے جنہیں شمع نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا انہوں نے طیمانس کو گھیر لیا طیمانس شمع کی طرف منہ کر کے تھوڑا سا خم ہوا اور پھر مڑ کر باوردی لوگوں کے گھیرے میں پچھلے دروازے میں داخل ہو گیا اس کے ساتھ ہی کھڑکی کا منظر غائب ہو گیا اس کی بجائے اب فقط تاریک سکرین تھی جیسے ٹی وی سکرین آف ہو گئی ہو۔

☆☆☆

فرنانس

''گھبراؤ نہیں بیٹی مجھے افسوس ہے کہ تمہیں ہماری دنیا کے کچھ نادان افراد کے باعث تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔''لمبی داڑھی اور دراز آستین والا بزرگ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا اور شہ نور متحیر نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔''......لیکن اب صورت حال ہمارے کنٹرول میں ہے شمع ہمارے پاس ہے اور وہ تمہاری منتظر ہے حماش اور اس کے آقا طیمانس کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔''

''شمع کہاں ہے؟ آپ کون ہیں اور یہ سب کیا معاملہ ہے؟''شہ نور نے سوال کیا۔

''تم بگھی کے اندر آ جاؤ راستے میں ساری بات چیت ہو جائے گی۔''بزرگ نے کہا اور لہجے میں ایسی تاثیر تھی کہ شہ نور بلا جھجک

خاموشی سے بگھی میں سوار ہوگئی جو فوراً ہی کسی نا معلوم سمت روانہ ہوگئی تھی۔

''میرا نام فرنانس ہے میں ایک سائنسدان ہوں۔'' بوڑھے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا'' ہم لوگ ایک معلق تجربہ گاہ کے ذریعے زمین اور اس کے گرد و پیش کی فضا میں تجربات کرتے رہتے ہیں۔''

''کمال ہے مجھے یقین نہ تھا کہ کوئی اتنی ترقی یافتہ مخلوق اور بھی دنیا میں موجود ہے!'' شہ نور نے حیران ہو کر کہا'' یو ایف اوز دیکھ کر یہ خیال تو تھا انسان کے علاوہ بھی مخلوقات ضرور ہیں۔''

''ہاں بیٹی میں جانتا ہوں انسانوں میں ہمارے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔'' فرنانس نے جواب دیا'' تو ہوا یہ میرا بیٹا طیمانس جو اچھا خاصا تعلیم یافتہ اور باشعور ہے تمہاری سہیلی کو چاہنے لگا یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ وہ انسان ہے اور میری غیر حاضری میں اس نے اسے اور اس کے ساتھ ہی تمہیں بھی چھت سے اٹھا لیا۔''

''اوہ.....اور شمع اب کہاں ہے؟'' شہ نور نے بے چین ہو کر پھر سوال کر دیا'' وہ بالکل خیریت سے ہے بیٹی... تم فکر مند نہ ہو میرے بیٹے نے اسے اور

تمہیں اٹھا کر بے وقوفی ضرور کی ہے لیکن وہ غیر مہذب ہر گز نہیں تمہارے ساتھ جو بھی واقعات پیش آئے ہیں وہ اس کے خادم حماش کی شرارت ہے دراصل یہ جنگلی قسم کے قبائلی لوگ ہیں انہیں کسی نے تمیز سکھائی ہی نہیں لیکن یقین کرو ہم ان سے مختلف ہیں لیکن وہی بات کہ اچھے برے لوگ تو ہر قوم اور معاشرے میں ہوتے ہیں جنات کی اربوں کی آبادی میں بدقماش لوگوں کی تعداد بھی کم نہیں طیمانس میرا بیٹا ہے لیکن اب وہ زیرِ حراست ہے اور اسے گرفتار میں نے ہی کرایا ہے اب قانون کے مطابق اس پر مقدمہ چلے گا اور تم دونوں کی گواہیاں پیش ہوں گی جرم ثابت ہونے کی صورت میں اسے سزا ملے گی ہماری دنیا میں قانون سب کے لئے برابر ہے۔'' فرنانس نے کہا۔

''اچھا تو وہ آپ کا بیٹا تھا جسے میں نے آسمان میں کھلنے والی کھڑکی میں دیکھا تھا؟'' شہ نور نے سوال کیا۔

''ہاں بیٹی دراصل وہ کھڑکی ہمارے پروجیکشن روم کا اندرونی منظر ہے۔'' فرنانس نے جواب دیا۔

بگھی اپنی منزل پر پہنچ چکی تھی، یہ ایک عالیشان محل نما عمارت تھی جلد ہی شہ نور کی ملاقات شمع سے کرا دی گئی شمع دوڑ کر اس سے لپٹ گئی تھی بوڑھا فرنانس دونوں سہیلیوں کو ملتے دیکھ کر مسکرایا۔ ”اچھا تم دونوں ابھی کچھ دیر تک ادھر ہی رہو گی کیونکہ تمہاری گواہی ضروری ہے میں کچھ ضروری کاروائیاں نمٹا کر واپس آتا ہوں۔“ یہ کہہ کر فرنانس وہاں سے چلا گیا۔

☆☆☆

دوسری کھڑکی

چِپ کی بات سن کر وہ سب سناٹے میں آ گئے تھے۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو اینا؟" سارہ پریشان لہجے میں بولی۔

"چِپ کیسے ممکن ہے کون لگا سکتا ہے ایسی چِپ؟" رومی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"وہی جنہیں تم لوگ ایلین کہتے ہو۔" اینا نے جواب دیا۔

" کیا مطلب؟ کیا ایلینز نے شہ نور کے سر میں چِپ نصب کی ہے؟ لیکن کیوں؟" طٰہٰ نے اپنا سر پکڑ لیا۔ "یہ سب کیا چل رہا ہے یہاں؟"

"پریشانی کی کوئی بات نہیں۔" اینا نرم لہجے میں بولی۔ "چپ ضرور لگائی گئی ہے لیکن اس کا نقصان نہیں ہے۔ اب اسی چپ کے ذریعے ہم شہ نور کو تلاش کر لیں گے۔ ایلین بہت تیز ہیں لیکن ہم بھی ان سے

کم نہیں ہیں۔" اینا نے کہا۔

"اور کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ کون ہیں؟" رومی نے پوچھا۔

"مجھے بھی ایلین ہی سمجھو ڈاکٹر۔" اینا ہنسی۔

"وہ تو صاف ظاہر ہے۔ جو ٹیکنالوجی آپ کے پاس ہے وہ دنیا میں کہیں نہیں۔" طہٰ نے کہا۔ "ہمارے لئے کتنا حیران کن ہے بالکل ہماری طرح انسان کی مانند ایک خلائی مخلوق بھی ہے۔ اس وقت ہم اتنے پریشان ہیں شہ نور کے لئے کہ ہمارے پاس آپ کے وجود پر حیران ہونے کا بھی وقت نہیں۔ فرصت ملی تو بعد میں آپ کے بارے حیران ہو لیں گے۔"

"مشکل ہے حیران ہونا تم لوگ صرف ایکٹنگ کر سکتے ہو حیران ہونے کی۔" اینا ہنسی۔ "خوب جانتی ہوں تم سب کو۔"

"اس پریشانی کے عالم میں یہی ایک خبر خوشی کی ہے ایک خلائی مخلوق ہمیں جانتی ہے اور ہماری دوست بھی ہے۔" رومی نے کہا۔

"سسٹر۔ کیا آپ مریخ سے آئی ہیں؟" سرمد نے پوچھا۔

اینا ہنس پڑی۔ "نہیں بیٹے میں مارشن نہیں ہوں۔"

"تو پھر کیا مشتری؟" سرمد نے اگلا سوال داغ دیا۔

"سرمد بیٹے زیادہ دور مت جاؤ۔ ہماری اپنی دنیا کا ایک ملک ہے امریکہ جس کے پاس بہت سی خفیہ جدید ٹیکنالوجیز موجود ہیں۔" سارہ نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اور اینا کے نقش و نگار ٹیکساس کے لوگوں جیسے ہیں۔" طٰہ نے لقمہ لگایا۔

"بہت خوب بہت خوب۔۔۔" اینا مسکراتے ہوئے بولی۔ "اب سمجھ آئی تم لوگ زیادہ حیران کیوں نہیں ہوئے مجھے دیکھ کر۔"

"بات یہ ہے سرمد کئی دہائیوں پہلے جس سال پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔اسی سال امریکی ریاست نیو میکسیکو کے شہر روزویل کے قریب ایک اڑن طشتری کریش ہوئی تھی۔اس وقت سے لے کر اب تک ایریا ۵۱ میں اس اڑن طشتری پر مسلسل تحقیق جاری ہے۔کچھ عجب نہیں اگر اب تک اڑن طشتریاں بنانہ لی گئی ہوں۔" رومی نے کہا۔

سفید لباس میں ملبوس پتلی دبلی دراز قامت خوبصورت اینا ان کی باتیں سن کر کافی محظوظ ہو رہی تھی۔ "اچھا اب دیکھو تماشا۔اپنے

ہوش حواس قائم رکھنا۔" اس نے دیوار پر لگے کچھ اور بٹن دباتے ہوئے کہا۔ دیوار کی روشن سکرین پر اب ایک منظر ابھرنے لگا۔

☆☆☆

ملاقات

’’شمع.....تم ٹھیک تو ہونا۔‘‘ شہ نور اسے یوں ٹٹول رہی تھی جیسے اسے ڈر ہو کہ وہ کسی طرف سے پچک گئی ہوگی۔

’’نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں مجھے گردن پر گرمی دانے نکلے ہوئے ہیں۔‘‘ شمع بسورتے ہوئے بولی۔

’’ان کی تو خیر ہے شمع یہ بتاؤ کہ ...طیمانس.... نے تم سے کیا کہا۔‘‘ شہ نور شرارت سے مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی۔

’’طیمانس....وہ بیچارہ کسی شریف باپ کی اولاد معلوم ہوتا ہے اس کی بجائے ہماری دنیا کے کوئی ’’بیک سٹریٹ بوائز‘‘ ہوتے تو میرا کام تمام ہو جانا تھا شمع بے دلی سے مسکراتے ہوئے بولی۔ ’’مجھے اس کا دل ٹوٹنے

کا افسوس ہو رہا ہے۔"

"تم سے کس نے کہا تھا کہ اس کا دل توڑو ...." شہ نور ڈانٹتے ہوئے بولی۔"میری مانو تو اسی سے شادی کرلو ایسا موقع پھر نہیں ملے گا تمہاری ہر فرمائش ہاتھ کے ایک اشارے سے پوری کر دیا کرے گا اور پھر ایک جن اور ایک پھٹکنی کی جوڑی کتنی سجے گی بھلا۔"

یہ سن کر شمع سیخ پا ہوگئی۔"تمہیں بہت شوق ہے تو خود کرلو نا اس سے شادی۔"

شہ نور اس کی جھنجلاہٹ کا مزہ لیتے ہوئے بولی۔"بہت بے وقوف ہو تم ، مجھے تو اس نے لفٹ ہی نہیں کرائی ورنہ ضرور سوچتی اس بارے میں میرے پیچھے تو اس نے حماش کا بدمعاش لگا دیا تھا خیر چھوڑو یہ بتاؤ کہ تمہاری جان کیسے چھوٹی؟"

"اس نے مجھے ایلوزن پارک میں قید کر رکھا تھا جہاں میں آزادی سے اپنے ناسٹلجیا میں گھوم پھر رہی تھی اف شہ نور تم سوچ بھی نہیں سکتی ہو کہ یہ لوگ کتنے ایڈوانس ہیں ایلوزن پارک ایک جنت ہے وہاں وہ سب کچھ ہے جو تم پھر سے دیکھنا چاہتی ہو.....میں وہیں بھٹک رہی تھی

کہ اسی دوران طیمانس کے والد کو خبر ہوگئی اور اس نے فوراً اپنے بیٹے کو پولیس کے حوالے کر دیا ایسا با اصول والد بھی کوئی کوئی ہوتا ہے کہ اپنی اولاد کو خود گرفتار کیا اور اب ہماری گواہی دلوا کر اس کا جرم ثابت کرنا چاہتا ہے۔'' شمع تحسین آمیز لہجے میں بولی۔ ''کیا ہماری دنیا کا کوئی باپ ایسا سوچ بھی سکتا ہے؟''

شہ نور کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ ''دیکھو اگر اس نے تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تو پھر تم عدالت میں اسے معاف کر دینا اس کا باپ فرنانس نیک دل اور با اصول ہے لیکن دل میں وہ اپنے بیٹے کا درد ضرور رکھتا ہوگا۔''

''میں بھی یہی سوچ رہی ہوں...'' شمع نے جواب دیا۔

کچھ ہی دیر میں ان دونوں کو بیان ریکارڈ کرنے کے لئے بلا لیا گیا چونکہ انہیں اپنی دنیا میں واپس جانا تھا اس لئے عدالتی کارروائی سے پہلے ہی ان کا بیان ریکارڈ کر لیا گیا شمع نے طیمانس کو معاف کرنے کی درخواست بھی کی اور اپنی طرف سے معاف کر دیا۔

☆☆☆

آسمانی نگراں

فرنانس شہ نور اور شمع کو واپس اپنے محل میں لے آیا یہاں ان کے لئے شاندار کھانا تیار تھا۔کھانے کے دوران فرنانس ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔"تم دونوں بہت نیک دل اور بہادر ہو میں اپنے بیٹے اور قوم کی طرف سے معافی چاہتا ہوں کہ تم دونوں کو اتنی تکلیف اٹھانا پڑی۔"

شہ نور نے فرنانس کے انصاف کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔"اس میں معافی کی کیا بات ہے سر مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ کھڑکی کا پراسرار معمہ حل ہو گیا ہے ورنہ ساری زندگی میرے دل میں کھد بد ہوتی رہتی کہ جانے وہ کھڑکی اور اس میں سائے کیا تھے۔"

"ویسے آپ کی ریسرچ کا خاص موضوع کیا ہوتا ہے؟"شمع پوچھ بیٹھی۔

فرنانس یہ سوال سن کر مسکرا دیا۔ ’’میں اور میرے ساتھی سائنسدان زمین اور آسمان میں ہونے والی تبدیلیوں کے علاوہ انسانوں کے درمیاں پیدا ہونے والے خاص لوگوں پر نظر رکھتے ہیں۔ اپنے طور پر ان کی بہتری کی کوشش بھی کرتے رہتے ہیں کانفرنس روم میں ہماری بحث کا موضوع عموماً اعلیٰ بصیرت رکھنے والے انسان ہی ہوتے ہیں ہم ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور جب ہمیں ان کا علم ہو جاتا ہے تو پھر ہم ان کی غیر مرئی طور پر حفاظت بھی کرتے ہیں وجہ اس کی یہ کہ شیاطین ایسے لوگوں کو خصوصاً نشانہ بنا لیتے ہیں کیونکہ ان کا وجود دنیا میں برکت کا موجب ہے۔‘‘ ان کی گفتگو کچھ دیر جاری رہی، شہ نور نے فرنانس سے بہت سے سوالات کئے پھر شمع نے پریشان ہو کر کہا ’’پتا نہیں پیچھے ہمارے گھر والوں پر کیا گزر رہی ہو گی ہماری عدم موجودگی میں، میرا خیال ہے کہ ہمیں اب واپس چلنا چاہیئے۔‘‘

’’میرا جی تو چاہتا ہے کہ آپ لوگوں کی مہمان نوازی کروں لیکن شائد یہ مناسب نہیں ہے واقعی آپ دونوں کا فوری گھر پہنچنا ضروری ہے۔‘‘ فرنانس نے کہا۔

''اب ہم واپس کیسے جائیں گے'' شہ نور نے سوال کیا۔

''یہ بہت آسان ہے۔'' فرنانس نے جواب دیا اور پھر انہیں محل کی ایک بالکونی میں لے آیا۔ ''وہ سامنے دیکھو۔'' اس نے اشارہ کیا۔

☆☆☆

جنات

دور آسمان میں ایک روشن کھڑکی دکھائی دے رہی تھی جو بتدریج قریب آتی جا رہی تھی۔

شہ نور اور شمع دونوں آنکھیں پھاڑے اس کھڑکی کو دیکھنے لگیں۔ کھڑکی اس قدر قریب آ گئی کہ فاصلے کا احساس مفقود ہو گیا اور انہیں اپنے سامنے ایک میز اور اس کے گرد لگی کرسیاں دکھائی دینے لگیں وہ دونوں فرنانس کے ساتھ ان کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ ان دونوں کی حالت ایسی جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہوں اب بالکونی ان سے دور ہونے لگی ہوتے ہوتے

بالکونی ایک کھڑکی کی مانند آسمان میں دکھائی دینے لگی۔ شمع ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی How-wonderful مجھے ایک بات کا بڑے عرصے سے تجسس تھا کہ جنات کیسی مخلوق ہیں؟ کہاں رہتے ہیں اور کس طرح رہتے ہیں کیونکہ ہماری دنیا میں تو جنات سے متعلق عجیب طرح کی باتیں مشہور ہیں کہ وہ اپنی شکل بدل لیتے ہیں انسان کے اندر گھس جاتے ہیں وغیرہ تو کیا یہ ساری باتیں درست ہیں؟''

فرنانس یہ سوالات سن کر مسکرا دیا اور پھر کہنے لگا۔ ''یہ ساری باتیں کسی حد تک درست ہی ہیں تم پہلے یہ سمجھ لو انسان اور جنات میں فرق کیا ہے کیا تم اپنے جسمِ لطیف کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟''

شہ نور نے شمع کے کان میں آہستہ سے کہا" یہ Human-Aura کی بات کر رہے ہیں۔"

شمع نے فوراً اثبات میں سر ہلایا ''یس سر جسمِ لطیف وہ ہے جس سے ہمارا تعارف عموماً خواب میں ہی ہوتا ہے لیکن کچھ لوگ مشقیں کر کے اسے بیداری کی حالت میں بھی استعمال کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں یہ انسان کا باطنی وجود ہے۔''

"خوب " فرنانس نے خوشی سے کہا" تمہارے جسمِ لطیف کا دائرہ کار لطیف دنیا ہے جسے تم اپنے اندر کی دنیا کہہ سکتی ہو جسے تم خود ہی اپنی زندگی کے دوران تعمیر کرتی رہتی ہو۔اسی کی جھلک خواب یا کشف میں ملتی ہے۔جسمِ لطیف تمہاری سوچ کا تابع فرماں ہوتا ہے چنانچہ تم خواب یا روحانی دنیا میں جس چیز کا خیال کرتی ہو وہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے ....تو جنات کا ماخذ آگ اور ہوا ہے جس کے باعث وہ کسی قدر انسان کے جسمِ لطیف کی طرح کی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں تاہم جسم لطیف کا ماخذ ایسا نور ہے جو آگ اور ہوا سے زیادہ لطیف اور طاقتور ہے۔ہوائی مخلوق خود کو ہر شکل میں ڈھالنے پر قادر ہوتی ہے۔انسان کا وجود مٹی سے مرکب ہے جنات اپنے ہوائی وجود کے ساتھ انسانی رگ و پے میں سرایت کر سکتے ہیں اور جنات کی وہ قسم جو شیاطین کہلاتی ہے اسی طرح انسانوں میں سرایت کر کے انہیں بیماریوں میں مبتلا کرتی ہے اور انہیں غلط کاموں کی ترغیب دیتی ہے۔"

"مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ جنات کا رویہ انسانوں کے ساتھ اس قدر معاندانہ کیوں ہوتا ہے؟"شمع نے الجھ کر کہا" جنات انسانوں کو

کیوں تنگ کرتے ہیں؟"

"تم اتنی دیر سے عالمِ جنات میں ہو کیا تمہیں جنات کا رویہ معاندانہ محسوس ہوا؟" فرنانس نے مسکراتے ہوئے جواباً سوال کر ڈالا۔

شمع نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا "نہیں.... میں نے تو جنات کو بہت بہتر پایا..!"

☆☆☆

انسان اور ایلین

’’بات دراصل یہ ہے جنات سارے ایک ہی طرح کے نہیں ہوتے ان کی بے شمار اقسام ہیں بے شمار قبیلے مذاہب ہیں یہ زمین پر انسان کی آمد سے پہلے کی قدیم مخلوق ہے بالعموم تم لوگ جسے ایلین سمجھ رہے ہوتے ہو وہ اصل میں اس سیارے کی قدیم مخلوق ہے البتہ حضرت انسان خود ایلین ہے اور بعد میں کسی اور جگہ سے یہاں وارد ہوا ہے۔‘‘

’’ہیں؟!! یہ تو الٹی آنتیں گلے پڑ گئیں سر۔‘‘ شہ نور نے چونک کر کہا ’’ہم

ایلین تلاش کر رہے تھے اور آپ نے نیا انکشاف کر دیا کہ ہم تو خود ہی ایلین ہیں۔''

''یہ سچ ہے جن معنوں میں انسان ایلین کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس کے مطابق تو وہ خود بھی ایلین ہی ہیں کیونکہ لاکھوں برس تک تو دنیا فقط جنات کی مختلف انواع کا مسکن رہی ہے بعد میں حضرت انسان کا نزول ہوا۔'' فرنانس نے کہا ''لفظ 'جن' سے مراد غیبی مخلوق ہے اب اس تعریف کے دائرے میں وہ تمام مخلوقات آجاتی ہیں جن کا انسان علم نہیں رکھتا ان میں بہت سی ایسی انواع ہیں جو خود ہمارے لئے بھی خطرے کا باعث ہوتی ہیں کچھ جناتی مخلوق ہے جو زمین پر رہتی ہے بہت سی زمین کے اندر بھی اور بہت سی مخلوق دوسرے سیاروں اور سیارچوں پر موجود ہے جسے تم آسمانی مخلوق باور کر سکتی ہو اب چونکہ انسان کے لئے تو یہ ساری مخلوق ہی غیبی ہے اس لئے وہ تو سب کو جنات ہی کہے گا اور ایسا کہنا درست بھی ہے تم دونوں اس وقت آسمان پر رہنے والے جنات کی مہمان ہو ان جنات کی زیادہ تعداد مہذب اور سلجھی ہوئی ہے لیکن زمینی جنات میں

بے شمار ایسے ہیں جن کو تم اپنی زبان میں جنگلی یا قبائلی سمجھ سکتی ہو ان کا رویہ انسانوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتا ان سے تو خود جنات کی مہذب آبادی بھی عاجز رہتی ہے لیکن یہ بالکل حقیقت ہے کہ زیادہ تر جنات امن پسند ہیں اور جس طرح انسان جنات سے متعلق خوف کا شکار رہتے ہیں اسی طرح جنات بھی انسانوں سے خوفزدہ رہتے ہیں ان کے مابین وقت کا فرق انہیں ایک دوسرے سے دور رکھتا ہے۔" فرنانس نے کہا۔

"لیکن ہمیں امید ہے کہ ہماری دوستی عالمِ جنات کے ایک عظیم بزرگ سے قائم رہے گی۔" شہ نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل انشا اللہ۔" فرنانس نے بھی خوشدلی سے جواب دیا۔

"تو آپ مسلمان ہیں؟" شمع نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں الحمد للہ" فرنانس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور کیا کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو اپنی اڑن طشتریوں میں انسانوں کو اغوا کر لیتی ہیں؟ شہ نور نے سوال کر دیا۔ اسے اپنا مشاہدہ یاد آ گیا تھا۔

فرنانس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔"میں نے بتایا نا کائنات مختلف مخلوقات سے بھری پڑی ہے۔ انسان کے لئے یہ ساری

مخلوق جنات کے دائرے میں داخل ہے کیونکہ وہ ان کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتا۔ لیکن دراصل یہ دیگر انواع ہیں جو انسانوں سے زیادہ ترقی پر ہیں۔ یقیناً بسا اوقات یہ لوگ انسانوں میں سے بعض کو اغوا کر لیتے ہیں اور اپنے تجربات کا نشانہ بناتے ہیں۔"

"کیا ایسا بھی ممکن ہے وہ لوگوں کے دماغ پر قبضہ کر لیں یا کسی طرح ان کے ذہن کو کنٹرول کرنے کے قابل ہو جائیں۔" شہ نور نے سوال کیا۔

"ہاں ایسا ممکن ہے۔" فرنانس نے جواب دیا۔ اکثر وہ لوگ انسانی دماغ یا جسم کے اندر بہت ہی چھوٹے آلات نصب کر کے انہیں واپس چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کی برین واشنگ بھی کر دی جاتی ہے تاکہ انہیں یاد نہ رہے ان پر کیا بیتی تھی۔ یہ ان کا ریسرچ کا طریقۂ کار ہے۔ خود انسان بھی جب کسی خاص نسل کے جانوروں کے رہن سہن کو جاننے کا خواہش مند ہوتا ہے تو ان کو بیہوش کر کے ان کے ساتھ چھوٹے سائز کے کیمرے وغیرہ اٹیچ کر دیتا ہے جن کے ذریعے انہیں پوری فلم مل جاتی ہے۔"

''اچھا !! شمع نے کہا ''اُف یہ ایڈوانس مخلوق ہمیں بھی ایک قسم کا جانور ہی سمجھتی ہے!!''

''تم ذرا موجودہ انسانیت اوراس کے رویئے پرغورتو کروشمع کیاوہ جانور جیسی فطرت کا ہی مظاہرہ نہیں کررہے۔'' شہ نور نے افسوس سے کہا۔

''ہُمم ...شائداس سے بھی بدتر۔'' شمع نے کہا'' ہر جانور کی اپنی ایک مخصوص طبع ہے جس پر وہ قائم رہتا ہے لیکن انسان کی تو کوئی مخصوص فطرت بھی نہیں وہ تو ہر جانور کی صفات رکھتا ہے۔''

فرنانس مسکرا کر بولا'' تم دونوں بہت ذہین اور سمجھدار ہو میں اب تم کوایک راز کی بات بتا تا ہوں غور سے سن لوایسی بات تمہیں دنیا میں شائد کوئی نہ بتا پائے جتنے بھی جانور اور حشرات روئے زمین پر موجود ہیں وہ حضرت انسان کی مختلف نفسیاتی کیفیات کے مظاہر ہیں ہر جاندار ایک مخصوص فطرت کا مالک ہے جبکہ انسان میں مختلف طبائع کونشو ونما دینے کا وصف موجود ہے۔پس وہ جس کواپنے اندر بڑھا لے اس کی اندرونی یا دوسرے لفظوں میں روحانی شکل اسی جاندار جیسی ہو جائے گی۔''

''اب سمجھی۔''شمع بڑبڑانے کے انداز میں بولی۔''میں بعض حشرات کو دیکھ کر سوچا کرتی تھی آخر اللہ میاں نے یہ فضول چیز پیدا ہی کیوں کی لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا یہ سب تو انسان کو سبق دینے کے لئے اور اسے اپنی روحانی شکل مبارک دکھانے کے لئے ضروری تھا۔''

''اوہ...شہ نور چونکی...مجھ آپ کی اس تھیوری سے یاد آیا کہ پرانے وقتوں میں بعض اقوام پر عذاب کے طور پر کیڑے مکوڑے مینڈک وغیرہ نازل ہوئے تھے تو کہیں ایسا تو نہیں وہ سب حشرات انسانی سوچ یا اس کی فطرت کی تبدیلی کے باعث وجود میں آ گئے؟''

''شاباش شہ نور۔''فرنانس حیرت سے بول پڑا اور ساتھ ہی اس نے شفقت سے شہ نور کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔''تم واقعی شہ نور ہو اور یہ ملاقات میرے لئے باعثِ فخر ہے دراصل تم نے بہت ہی اہم بات سمجھ لی ہے انسان اس کرہ پر ایک عظیم مخلوق ہے اور اس کی دماغی توانائی بہت زیادہ ہے وہ منفی اور مثبت لہروں کا بہت بڑا مرکز ہے سو یہی وجہ ہے کہ جب وہ منفیت کا شکار ہوتا ہے تو عجیب وغریب بلائیں وجود میں آجاتی ہیں اور اگر مثبت سوچ کے راستے پر چل پڑے تو

دنیا کو ہی بہشت بنا سکتا ہے۔انسان اپنی منفی اور مثبت دونوں صورتوں میں ہیبت رکھتا ہے۔“

”شکریہ سر۔“شہ نور نے ادب سے قدرے خم ہوتے ہوئے کہا،ہمارے لئے آپ جیسے عظیم بزرگ اور سائنسدان سے ملاقات عمر بھر کا سرمایہ اور یادگار ہے۔“

فرنانس نے کھڑکی سے باہر اشارہ کیا”وہ دیکھو سامنے۔“

شہ نور اور شمع نے دیکھا دور آسمان میں ایک کھڑکی تھی جس میں انہیں اپنے مکان کی چھت دکھائی دے رہی تھی۔یہ چھت بڑی تیزی سے قریب ہوتی محسوس ہوئی اور فوراً ہی ایسا معلوم ہونے لگا کہ ان کے کمرے سے باہر فقط وہ چھت ہی ہے۔دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا”ہائیں اتنی جلدی۔“شمع بڑبڑائی۔

فرنانس ان کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا دونوں کھڑکی کی طرف بڑھیں اور باہر نکلنے سے پہلے انہوں نے پلٹ کر دیکھا۔”کیا ہم پھر بھی ملیں گے؟“شمع نے پوچھا۔

”میں کوشش کروں گا پھر بھی ملاقات ہو سکے اگر ایسا ہو سکا تو مجھے خوشی

ہوگی۔‘‘فرنانس نے جواب دیا۔

’’ہمیں بھی بہت خوشی ہو گی آپ سے دوبارہ مل کر۔‘‘شہ نور نے کہا۔’’اچھا....اللہ حافظ .....معزز فرنانس۔‘‘

’’اللہ تم دونوں کا حامی وناصر ہو۔‘‘فرنانس نے دعادی۔

دونوں باہر نکل آئیں پیچھے مڑ کر دیکھا تو کھڑکی فضا میں دور ہو رہی تھی اور فرنانس ایک سائے کی مانند دکھائی دے رہا تھا اس نے اپنی لمبی آستین والا ہاتھ ان دونوں کی طرف ہلایا جواباً وہ دونوں بھی ہاتھ ہلانے لگیں حتیٰ کہ کھڑکی آسمان میں گم ہوگئی!

☆☆☆

شہ نور کی آنکھیں

ان کے سامنے ایک ویرانے کا منظر تھا۔انہیں شہ نور کی آواز سنائی دی۔"اچھا تو تم غائب نہیں چھپے ہوئے ہو خوب۔۔اب اپنی خیر مناؤ حماش زادے۔"

لیکن آواز کے ساتھ انہیں سکرین پر شہ نور کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

انہوں نے سنا شہ نور کہہ رہی تھی۔۔۔"اچھا حماش کے بیٹے ....جن ہو گے تو اپنے گھر میں تمہارے پتھر کا جواب پتھر ہی سے دوں گی۔"

اس کے بعد انہوں نے حماش کے بیٹے کا حشر دیکھا۔

"شہ نور نظر کیوں نہیں آ رہی؟" سارہ نے مضطرب لہجے میں پوچھا۔

"سارہ تمہیں کیا لگتا ہے جس کیمرے سے ہم دیکھ رہے ہیں کیا وہ شہ نور کے جسم سے باہر کہیں لگا ہے؟" اینا نے پوچھا۔

"تو پھر کہاں ہے وہ کیمرہ۔" طٰہٰ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہم شہ نور کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کے دماغ میں جو ڈیوائس لگی ہے وہ ہر اس چیز کو یہاں دکھائے گی جو شہ نور دیکھے گی۔" اینا نے کہا۔

"اوہ میرے خدایا۔" رومی کے منہ سے نکلا۔ باقی سب بھی ہکا بکا رہ گئے تھے۔

"یعنی آپ نے شہ نور کی آنکھوں کے کیمرے ہیک کر لئے ہیں۔" کافی دیر بعد سرمد بولا جو اب تک اپنی مام کا ہاتھ پکڑے کھڑا تھا۔

"بالکل صحیح کہہ رہے ہو سرمد تم واقعی ایک سمجھدار لڑکے ہو۔" اینا مسکرائی۔

"اوہ۔۔سنو سنو۔۔۔" رومی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ فرنانس کے ساتھ شہ نور کی گفتگو واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ پھر شمع سے اس کی ملاقات ہوتے بھی دیکھ لی۔ اس کے بعد ہونے والی گفتگو سننے کے دوران اینا ہنس

پڑی۔" یہ فرنانس بہت چالاک ہے وہ اپنے بارے سچ نہیں بتا رہا۔لیکن بتائے بھی کیسے۔سچ تو بتا سکتا ہی نہیں۔"

"سچ کیا ہے اینا۔؟" رومی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پورا سچ میں بھی نہیں بول سکتی رومی۔لیکن آدھا سچ یہ ہے فرنانس جنات میں سے نہیں ہے۔وہ غلط بیانی کر رہا ہے لیکن یہ اس کی مجبوری ہے اور وہ کیا کہے گا بیچارہ۔"

"اگر وہ جن نہیں تو پھر کیا ہے کون ہے؟"

"حماش کا بیٹا جن ہے لیکن فرنانس کچھ اور ہے۔"

"وہ کیا ہے؟" سارہ نے بھی الجھ کر پوچھا۔

"نہ انسان نہ جن اور نہ ہی۔۔۔۔ایلین۔" اینا نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

" کیوں ہمارے دماغ کی دہی بنا رہی ہو۔" طٰہٰ نے بیزار ہو کر کہا۔" اگر ان میں سے کوئی بھی نہیں تو کیا میرا ابا وا ہے پھر۔۔چوتھی مخلوق تو میرے دادا جی ہی تھے پورے آٹھ فٹ لمبے۔نہ انسان انہیں انسان مانتے تھے نہ جنات انہیں لے کر گئے اور نہ کوئی ایلین شپ آیا ان کے لئے۔"

اینا بے ساختہ مسکرا پڑی۔منہ دوسری طرف گھماتے ہوئے بولی" ٹھہرو مجھے دیکھنا ہے فرنانس کے ارادے کیا ہیں۔"

ان سب کی نگاہیں سکرین سے چپکی ہوئی تھیں۔فرنانس اور شمع کو وہ شہ نور کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔شہ نور کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی اس کی آنکھوں سے اتنے سارے لوگ اور بھی دیکھ رہے ہیں۔

فرنانس نے اپنا شپ شمع کے گھر کی چھت کے قریب کیا۔شہ نور اور شمع نیچے اتر گئیں۔

"اب؟" اینا مضطرب ہو کر کھڑی ہو گئی۔"فرنانس کا دماغ چل گیا ہے شائد۔۔۔وہ لوگ شہ نور کی گھات میں ہیں جنہوں نے چِپ نصب کی تھی۔فرنانس کیوں انہیں اکیلا چھوڑ کر جا رہا ہے؟"

اس وقت شہ نور اور شمع ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ان کی ساری توجہ اس کھڑکی کی طرف تھی جس میں فرنانس کھڑا تھا۔

اینا جلدی جلدی کچھ اور بٹن دبا رہی تھی پھر انہیں ایک نیا منظر دکھائی دیا۔پہلی بار شمع کے ساتھ شہ نور بھی دکھائی دی۔فرنانس کے رخصت

ہونے کے بعد آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

"اب ہم اپنے شپ کا کیمرہ استعمال کر رہے ہیں۔" اینا نے بتایا۔ پھر اچانک چونک گئی۔ "وہ دیکھو۔"

انہوں نے دیکھا۔ شہ نور اور شمع کے عین اوپر ایک اڑن طشتری معلق تھی۔

" کیا یہ بھی فرنانس کا شپ ہے۔" رومی نے پوچھا۔

" نہیں نہیں یہ فرنانس کا نہیں ہے۔" اینا نے گھبرا کر کہا۔ "یہ وہی ایلین ہیں جن کی تصویریں تم دیکھتے رہتے ہو۔ سیاہ رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والے۔"

اب رومی اور طٰہٰ دونوں چونک گئے۔ ایسے ایک ایلین سے ان کی ملاقات اہرام مصر کے تہ خانے میں ہو چکی تھی۔

"یہ کیوں آ گئے ہیں؟" رومی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اب وقت نہیں ہے تم لوگ نیچے جا کر شہ نور کو سمجھا سکو۔" اینا نے کہا۔ "میں ان دونوں کو اٹھا رہی ہوں۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ ایلین لے جائیں گے۔"

اسی وقت انہوں نے دیکھا شہ نور اور شمع دونوں ایک سبز شعاع کے دائرے میں کھڑی ہیں۔ یہ شعاع اڑن طشتری کی طرف سے آ رہی تھی۔ اچانک وہ دونوں غائب ہو گئیں۔!!

☆☆☆

شہ نور کا اغوا

"وہ انہیں لے گئے۔" اینا چلائی۔ اس کی آواز میں غصہ تھا۔ وہ جلدی جلدی دیوار پر نصب بٹن دبانے لگی۔ جلد ہی انہیں دوبارہ شمع دکھائی دی۔ وہ سب سمجھ گئے اینا نے دوبارہ شہ نور کے سر میں لگی چِپ سے رابطہ کر لیا ہے۔

شمع ایک سفید فرش پر لیٹی ہوئی دکھائی دی۔ یوں معلوم ہوتا تھا بیہوش ہے۔ شہ نور اپنی آنکھیں ہر طرف گھما رہی تھی۔ اس کے ساتھ وہ سب گردوپیش کے مناظر دیکھ رہے تھے۔ جس کمرے میں وہ موجود

تھیں اس کے درو دیوار انتہائی سفید تھے۔چھت سے مرکری لائٹ پھوٹ رہی تھی۔

دفعتاً یہ سفید لائٹ تیز ہونے لگ گئی۔حتیٰ کہ پوری سکرین سفید ہوگئی۔ اینا نے بے چینی سے دائیں ہاتھ کا مکا بائیں ہتھیلی پر مارا اور پھر مایوسی سے سکرین آف کردی۔" ہم نے انہیں کھو دیا۔انہیں ہماری موجودگی کا علم ہوگیا ہے اسی لئے اپنا شپ کیموفلاج کرلیا ہے۔اب ہم شہ نور کے ذریعے کچھ نہیں دیکھ سکتے۔"

" یہ کیا ہوا؟" سارہ پریشانی سے بولی۔" کیا تم انہیں تلاش نہیں کر سکتی ہو تمہارے پاس بھی تو بہت اعلیٰ ٹیکنالوجی ہے۔"

"سارہ تم اس بات کو نہیں سمجھو گی۔یہ اتنا معمولی معاملہ نہیں ہے۔میں ایسا کچھ نہیں کرسکتی جس سے دو الگ مخلوقات کی آپس میں جنگ ہو جائے۔ہم نے کبھی ان کے معاملات میں دخل نہیں دیا۔میں نے سارہ سے کہا تھا شہ نور کو روکے۔مجھے علم ہوگیا تھا ایلینز نے اس کے دماغ میں چپ نصب کی ہے۔یہ اس کے کینیڈا سے اسلام آباد پہنچنے کے بعد کا واقعہ ہے۔شہ نور کو کنگ فو ایرینا سے اٹھا

کر لے گئے تھے وہ لوگ۔ مجھے پتا چل گیا اب وہ کسی بھی وقت اسے ڈھونڈ سکتے ہیں دوبارہ اٹھا سکتے ہیں۔" اینا نے بتایا۔

" کیا شہ نور کو نہیں معلوم اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟" سارہ نے پوچھا۔" اغوا کے بعد اس کا رویہ بے خبروں جیسا کیوں رہا مجھے بھی کچھ نہیں بتایا۔"

" اسے کچھ معلوم نہیں کیونکہ وہ لوگ واپس چھوڑنے سے پہلے ذہن سے وہ پورا واقعہ ڈیلیٹ کر دیتے ہیں۔" اینا نے بتایا۔

" لیکن اس مخلوق کو شہ نور سے کیا دلچسپی ہے۔" رومی نے الجھ کر کہا۔" کیوں وہ اس کے پیچھے لگ گئے ہیں؟"

" یہ ایلین سائنس اور علم کے سوا کسی بات میں دلچسپی نہیں رکھتے۔" اینا نے بتایا۔" ہر ایسا فرد جو غیر معمولی ذہین ہو یا سائنسدان ہو یا کوئی بھی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہو اس سے انہیں دلچسپی ہے۔ ایسے افراد کو اٹھا لے جاتے ہیں چپ لگا کر واپس چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے دماغ کو سکین کر کے اس میں موجود سارے علوم کا ڈیٹا چرا لیتے ہیں۔ شہ نور میں ایک عجیب صلاحیت ہے۔ وہ اپنی ذہنی طاقت سے

کہکشاؤں کے پار چلی جاتی ہے جہاں اڑن طشتریاں بھی نہیں جا سکتی ہیں۔ ایلین ایسے تمام افراد کے تعاقب میں رہتے ہیں۔ ان کے دماغ میں ضرور چپ نصب کرتے ہیں۔"

"اوہ میرے خدایا۔ وہ تو روحانی پرواز ہوتی ہے جو انہیں کبھی سمجھ نہیں آنی۔" رومی اپنی کنپٹیاں مسلتا ہوا بولا۔ "اس موضوع پر شہ نور زیادہ بہتر طور پر روشنی ڈال سکتی ہے۔"

"اور شہ نور کو وہ لے اڑے۔" اینا نے ایک طویل سانس لیا۔

تو پھر اب کیا ہوگا۔ رومی نے پریشان لہجے میں پوچھا۔ ہم شہ نور کو کہاں اور کیسے تلاش کریں۔؟"

"تلاش کا تو سوال ہی ختم ہے رومی۔۔۔ نہ تلاش کر سکتے ہو نہ چھڑا سکتے ہو۔ تمہاری پوری دنیا میں اتنی طاقت نہیں۔۔ وہ اپنی دنیا میں جا چکے ہیں۔۔ وہ دنیا۔۔ جو تم لوگوں نے ابھی تک دریافت ہی نہیں کی!!" اینا نے کہا۔ "میں صرف اتنی مدد کر سکتی ہوں تمہیں واپس کنگ فو ایرینا چھوڑ دوں۔"

وہ سب سر تھامے بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے کوئی راستہ نہ تھا شہ نور کو

تلاش کرتے۔ پراسرار معاملات کی کھوج میں رہنے والی مسٹری کویسٹ کی مایہ ناز محقق شہ نور اور اس کی سہیلی شمع دونوں ہمیشہ کے لئے گم ہو چکی تھیں!!

ختم شد

مسٹری کویسٹ سیریز۔1

اہرام کا راز

ادراک

FB Page:	asrar.ahmad.adraak
FB Profile:	adraak
Youtube:	Katasi TV
Twitter:	adraak28
Email:	adraak@live.com

ادراک پبلی کیشنز ۔ راولپنڈی

03335984605

آسمان میں کھڑکی
اسرار احمد ادراک

آسمان میں کھڑکی
اسرار احمد ادراک

اسرار احمد ادراک